REGD. No. P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۷۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

THE WEEKLY BADR QADIAN.

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۳

شمارہ ۴۶

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

نائب: فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ ۔/۷ روپے
ششماہی ۴/۰ "
ممالک غیر ۸/۰ "
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۱۲ نبوت ۱۳۴۳ ہش	۷ رجب ۱۳۸۴ ھ	۱۲ نومبر ۱۹۶۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۰ نومبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۷ نومبر ۱۰ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی اس وقت بھی طبیعت ٹھیک ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۱۰ نومبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال مورخہ ۵ نومبر کو رات کے وقت بخیریت از پاکستان سے تشریف لے آئے۔ اور جملہ افراد خاندان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

تحریک جدید کے نئے مالی سال کا آغاز

احباب جماعت کے نام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور پیغام

خدمت اسلام کے لئے پہلے سے بڑھ کر قربانی کا مطالبہ تحریک جدید کے دفتر اول کے اکتیسویں اور دفتر دوم کے اکیسویں سال کے آغاز کا اعلان فرماتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باوجود علالت طبع کے احباب جماعت کے نام جو پیغام ارشاد فرمایا ہے۔ ذیل میں ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے:۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تحریک جدید کا نیا سال شروع ہو رہا ہے۔ دوست قربانی کریں اور پچھلے سال سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو۔ اور اُن کی مدد کرے آمین۔ والسلام خاکسار:۔ دستخط (مرزا محمود احمد)
خلیفۃ المسیح الثانی

چندہ تحریک جدید کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک خطبہ فرمودہ ۳ دسمبر ۱۹۵۴ء کا ضروری اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے تاکہ دوستوں پر حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کی اہمیت پورے طور پر مستحضر ہو سکے۔

"پس میں جماعت کے احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور زیادہ سے زیادہ وعدے لکھائیں اور پھر انہیں جلد پورا کریں۔ اسی طرح نئے لوگوں کو تحریک کر کے اس تحریک میں شامل کریں۔ تمہارا چندہ ہر سال پہلے سے زیادہ ہونا چاہیئے کیونکہ تمہارا کام ہر سال بڑھے گا۔ جیسے ۵-۶ سال کے لڑکے کا لباس بڑی عمر والے آدمی کو پورا نہیں آسکتا اسی طرح تمہاری اس سال کی قربانی اگلے سال کام نہیں آسکتی ..... میں دونوں دفتر والوں سے کہتا ہوں کہ تم ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو .....

... نوجوانوں کو تو بوڑھوں سے زیادہ تیز ہونا چاہیئے۔ اور ان کا قدم دلیری سے آگے بڑھنا چاہیئے۔ بعض اوقات انسان اپنی کمزوری کی حالت میں بھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ اگر تم قربانی کے لحاظ سے کمزور ہو یا مالی لحاظ سے کمزور ہو۔ یا سخاوت کے لحاظ سے کمزور ہو تب بھی یہ دیکھ کر اسلام اور احمدیت کو تمہاری قربانی کی ضرورت ہے۔ تم خدا تعالیٰ کی خاطر بناوٹ کے طور پر ہی اپنی قربانی کو بڑھاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اگلے سال تمہیں سچے دل سے خدا کی خاطر قربانی کرنے کی توفیق مل جائے گی۔"

تحریک جدید کے ذریعہ سے جو وسیع اور عظیم الشان نتائج جماعت کے سامنے ہیں وہ اس بات کے مقتضی ہیں کہ جماعت کا ہر فرد حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں امسال اپنے وعدہ کو گذشتہ سالوں کی نسبت نمایاں طور پر اضافہ کے ساتھ پیش کر کے فرض شناسی کا ثبوت دے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنے۔ اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کو اس تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی توفیق دے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

نوٹ:۔ (۱) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ تحریک جدید کے لئے کم از کم مقدار دس روپے سالانہ مقرر فرمائی ہے۔ صرف ایسے طالبعلم و بچے جن کی کوئی آمد نہ ہو اس سے کم وعدہ کر کے حصہ لے سکتے ہیں۔

جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے سیکرٹریان تحریک جدید و سیکرٹریان مال کی خدمت میں بذریعہ سائیکلو سٹائل "تحریک جدید کے نئے مالی سال کا آغاز" کی اطلاع دیتے ہوئے فارم وعدہ جات بھجوائے جا چکے ہیں اُنہیں چاہیئے کہ جلد از جلد وعدہ جات حاصل کر کے اس کی اطلاع دفتر ہذا میں بھجوائیں۔ نیز جو وعدہ کنندگان تعداد کر سکیں انہیں چاہیئے کہ وہ ساتھ ہی اپنے وعدہ کی ادائیگی کر کے سابقون الاولون میں شامل ہوں۔

جن جماعتوں اور احباب کی طرف سے ۲۵ نومبر تک وعدوں اور وصولی کی اطلاع موصول ہو گی اُن کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں پہلی پیش کی جانے والی دعائیہ فہرست میں شامل کئے جا سکیں گے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے نصرت آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

وصایا و زکوٰۃ کی تحریک کے لئے علاقہ جنوبی ہند کا دورہ

(۲)

مکرم چوہدری فیض احمد صاحب سیکرٹری بہشتی مقبرہ اور مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ انچارج بمبئی پر مشتمل وفد جنوبی ہند کا دورہ کر رہا ہے مورخہ ۱۱ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۴ء تک کی رپورٹ کا خلاصہ اخبار بدر کے گذشتہ شمارے میں آچکا ہے۔ اس سے بعد کی رپورٹوں کا خلاصہ ہدیہ ناظرین ہے۔ (ایڈیٹر)

بنگلور - شیموگہ سے مورخہ ۱۱ر اکتوبر کو روانہ ہوکر ۱۲ر کی صبح کو بنگلور پہنچے۔ اسی روز دوستوں سے انفرادی طور پر مل کر زکوٰۃ اور وصیت کی تحریک کی گئی۔ اگلے روز تیرہ تاریخ کو بھی سارا دن انفرادی طور پر ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ شام کو مکرم بی۔ ایم عبدالرحیم صاحب صدر جماعت احمدیہ بنگلور کے مکان پر جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اجلاس میں مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے تقریر کی اور وصیت اور زکوٰۃ کی اہمیت اور ضرورت بیان کر کے احباب کو ان بہردو تحریکات میں باقاعدگی سے حصہ لینے کی تحریک کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے چھ افراد نے وصیت کی۔ زکوٰۃ کی اہمیت بھی خاص طور پر ذہن نشین کرائی گئی۔

مرکرہ - ۱۴ر اکتوبر ۱۹۶۴ء کو بنگلور سے روانہ ہوکر مرکرہ پہنچے۔ اس روز ملاقات میں آنے والے دوستوں کو انفرادی طور پر تحریک کی گئی۔ اگلے روز نماز فجر کے بعد درس میں احباب کو مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے تحریک کی۔ درس میں "تبت یدا ابی لھب الخ" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مولوی صاحب نے بتایا کہ حق کے مخالف ہمیشہ خائب و خاسر ہوا کرتے ہیں۔ اور الٰہی جماعتیں اپنی بے مثال قربانی اور سعی پیہم کے ذریعہ روز افزوں ترقی کرتی چلی جاتی ہیں۔ خطبہ جمعہ میں بھی مولوی صاحب نے پُرزور الفاظ میں احباب کو تحریک کی۔ شام کو مسجد احمدیہ میں ایک جلسہ کا انتظام مقامی جماعت کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اس میں بھی مکرم مولوی صاحب اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ اور نظام وصیت کی ضرورت اور اہمیت بیان کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا اچھا اثر ہوا۔ اور یہاں پر گو پہلے کوئی موصی نہ تھا۔ سات افراد نے وصیتیں کیں اور مکرم سیکرٹری صاحب مال پی احمد علی صاحب نے وعدہ کیا کہ وہ اپنا اور اپنی بیوی کا حصہ جائیداد دو سال کے اندر اندر ادا کردیں گے۔

کنانور - ہمارا وفد مرکرہ سے ۱۷ر ۱۰ر ۶۴ء کو ڈیڑھ بجے دوپہر روانہ ہوکر شام کے سات بجے کنانور پہنچا۔ مغرب و عشاء کی نمازوں کے بعد آٹھ بجے رات یہاں مسجد احمدیہ سے متصل پبلک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں احمدیت کے موضوع پر تقاریر رکھی گئی تھیں۔ تلاوت نظم کے بعد خاکسار فیض احمد نے تقریر کی۔ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کی تقریر ابھی دو تین منٹ ہی ہوئی تھی کہ بارش شروع ہوگئی۔ اور جلسہ اگلے روز پر ملتوی کر دیا گیا۔ اس جلسہ کے ختم ہونے پر مسجد احمدیہ کے اندر وصیت کے موضوع پر احمدی احباب میں مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے تقریر کی۔ اور وصیت کی ضرورت و اہمیت بیان کی۔ رات کے گیارہ بجے یہ اجلاس ختم ہوا۔ کل ۱۸ر ۱۰ر ۶۴ء کو نماز عشاء کے بعد پبلک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں افتتاحی تقریر مکرم مولوی پی عبداللہ صاحب مبلغ نے قریباً ایک گھنٹہ تک ملیالم زبان میں کی۔ اور اس کے بعد مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے ایک گھنٹہ دس منٹ تک احمدیت پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے موضوع پر ایک مؤثر تقریر کی۔ گذشتہ روز کی خاکسار کی تقریر اور آج کی مولوی سمیع اللہ صاحب کی تقریر کا ترجمہ مکرم ای عبدالرحیم صاحب ایڈیٹر ستیادوتن ساتھ کے ساتھ کرتے رہے۔ وہ ایک بہترین اور مؤثر مترجم ہیں۔ اور اس جماعت میں ایک مخلص اور دیندار نوجوان ہیں۔ اور سلسلہ کی خدمت کے لئے اپنے دل میں ایک تڑپ اور جذبہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ ان پبلک جلسوں میں غیر احمدی احباب بھی کافی تعداد میں شامل ہوئے کچھ تو ظاہراً طور پر اور کچھ دور کی جگہوں میں چھپ کر تقریریں سنتے رہے۔

آج ۱۹ر ۱۰ر ۶۴ء کو یہاں کے بعض افراد نے نظام وصیت میں شمولیت اختیار کی۔

کوڈالی - ہمارا وفد مورخہ ۲۰ر ۱۰ر ۶۴ء کو صبح دس بجے کنانور سے کوڈالی کے لئے روانہ ہوا۔ کوڈالی کنانور سے صرف دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ کوڈالی کی جماعت نے بھی پبلک جلسہ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ چنانچہ مغرب و عشاء کی نمازوں کے بعد جلسہ شروع ہوا جو دس بجے رات ختم ہوا۔ اس میں ہم دونوں ممبران وفد نے ہندو مسلم اتحاد کے موضوع پر تقریریں کیں۔ جن کا ترجمہ ساتھ کے ساتھ کنانور کے مخلص نوجوان مکرم ای عبدالرحیم صاحب کرتے رہے۔ اس جلسہ کے ختم ہونے پر رات کے ساڑھے دس بجے مسجد احمدیہ میں احباب جماعت کے سامنے اس دورہ کا مقصد بیان کر کے وصیت کی تحریک کی گئی۔ چنانچہ یہاں تین افراد نے وصیت کی۔

پینگاڈی - مورخہ ۲۱ر ۱۰ر ۶۴ء کو ہمارا وفد کوڈالی سے صبح آٹھ بجے روانہ ہوکر گیارہ بجے پینگاڈی پہنچ گیا۔ یہاں کل شام ایک پبلک جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کرنے کے بعد پہلے تو مسجد احمدیہ کے اندر ہی جماعت کے احباب و خواتین کو وصیت کی تحریک کی گئی۔ اور خاکسار فیض احمد نے قریباً پون گھنٹہ تک تقریر کی جس کا ترجمہ مکرم مولوی پی عبداللہ صاحب ساتھ کے ساتھ سناتے رہے۔ یہ اجلاس ختم ہونے کے بعد مسجد احمدیہ کے صحن میں پبلک جلسہ ہوا۔ جس میں مکرم مولوی پی عبداللہ صاحب کی زیر صدارت تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے عقائد احمدیہ کے موضوع پر قریباً سوا گھنٹہ ایک مؤثر تقریر کی۔ اس جلسہ میں جماعت کے احباب تو قریباً سب حاضر تھے۔ غیر احمدی لوگ بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ یہ یہاں کی کوئی خاص رسم یا عادت ہے کہ اس علاقہ میں غیر احمدی ہمارے جلسوں میں اس طرح شرکت نہیں کرتے کہ وہ باقاعدہ جلسہ گاہ کے اندر آکر بیٹھ جائیں۔ بلکہ وہ جلسہ گاہ کے باہر گلیوں اور بازاروں میں جمع ہوکر تقریریں سنتے ہیں۔ اور کافی تعداد میں موجود ہوتے ہیں۔ چنانچہ کنانور اور کوڈالی میں بھی یہی ہوا تھا۔ اور رات یہاں بھی یہی ہوا۔ حالانکہ مسجد سے ملحق سڑک پر وہ اتنی کافی تعداد میں موجود تھے۔ کہ اگر وہ جلسہ گاہ کے اندر آجاتے تو جلسہ گاہ بھر جاتی۔

بہرحال مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کی سوا گھنٹہ کی تقریر کافی مؤثر تھی۔ اس کا ترجمہ بھی مکرم ای عبدالرحیم صاحب آف کنانور ساتھ ساتھ کرتے رہے۔ رات ساڑھے دس بجے یہ جلسہ ختم ہوا۔ آج ۲۲ر ۱۰ر ۶۴ء کو نماز مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کرنے کے بعد پھر ایک اجلاس مسجد احمدیہ میں منعقد کیا گیا۔ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے تقریر کی۔ اور مکرم مولوی پی۔ عبداللہ صاحب نے ترجمہ کیا۔ اس سارے علاقہ میں مترجم کی ضرورت رہتی ہے۔ کیونکہ اردو سمجھنے والے لوگ بہت تھوڑے ہی ہیں۔ اس اجلاس میں بھی خواتین موجود تھیں۔ یہاں تین وصیتیں مکمل ہوگئیں اور تین وصیتیں وقت کی کمی کی وجہ سے نامکمل رہ گئیں۔ جنہیں مکمل کرکے متعلقہ افراد چند روز تک بھجوادیں گے۔

کالیکٹ - ہمارا قیام صدر صاحب جماعت کالیکٹ مکرم کے پی اسٹوہ K-P-A صاحب کے ہاں رہا۔ جو ایک مخلص عہدیدار ہیں۔ انہوں نے وفد کے ساتھ خوب تعاون کیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں کامیابی بھی خوب رہی۔ ۲۲ر کو یہاں بعد نماز مغرب انجمن احمدیہ میں مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے اجلاس میں احباب کو دورہ کی غرض و غایت بتلائی۔ اور وصیت کرنے کی تحریک کی۔ اگلے روز جمعہ کی نماز کے بعد پھر مولوی صاحب موصوف نے تحریک کی۔ جب کہ مردوں کے علاوہ خواتین بھی موجود تھیں۔ چنانچہ اجلاس ختم ہونے پر کافی احباب نے تحریک وصیت میں حصہ لیا۔

۲۳ر کی شام کو مقامی جماعت نے کالیکٹ ٹاؤن ہال میں ایک پبلک جلسہ کا انتظام پہلے سے کر رکھا تھا۔ اور ہال کرایہ پر لے رکھا تھا۔ چنانچہ مقررہ پروگرام کے مطابق جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت مکرم مولوی پی۔ عبداللہ صاحب نے فرمائی۔ تلاوت و نظم کے بعد خاکسار فیض احمد نے "ہستی باری تعالیٰ" کے موضوع پر چالیس منٹ تقریر کی۔ اور اس کے بعد مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے ایک گھنٹہ سے زائد "پیشگوئیاں" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ مولوی صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی بعض پیشگوئیاں بیان کر کے ان کا پورا ہونا ثابت کیا جو بالخصوص اس زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ٹاؤن ہال کے اندر اور برآمدوں میں اور سڑکوں پر سامعین کافی تعداد میں موجود تھے۔ تقریروں کا ترجمہ مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب اور مکرم ای۔ عبدالرحیم صاحب ایڈیٹر ستیادوتن کنانور کرتے رہے۔ ای عبدالرحیم صاحب نے صوبہ کیرالہ میں منعقد ہونے والے تمام جلسوں میں چاہے وہ پبلک جلسے تھے یا جماعتی تربیتی جلسے تھے تقریروں کا ترجمہ خوب کیا۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو جزائے خیر بخشے اور دینی دنیاوی برکتوں سے نوازے۔

۲۴ر اور ۲۵ر کا سارا دن احباب کو وصیتوں کی تحریک کرنے اور پھر وصیتیں تحریر کرنے میں گذرا۔

اب تک کی تمام جماعتوں میں کالیکٹ کی جماعت وصیتیں کرنے میں اول درجہ پر ہے۔ یعنی یہاں اُنیس ۱۹ افراد نے وصیت کی ہے۔ الحمد للہ۔

درخواست دعا

میرا بھتیجا سید نعیم احمد ۱۵ر نومبر سے سینئر کیمرج کے امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار:-
ڈاکٹر سید اختر احمد اورینوی
—۱۶—

خطبہ جمعہ

چندہ تحریک جدید میں زیادہ سے زیادہ وعدے لکھاؤ۔ انہیں جلد پورا کرو اور سب لوگوں کو اس میں شامل کرنے کی کوشش کرو

اللہ تعالیٰ تمہیں بڑھانا چاہتا ہے اس لئے تمہیں اپنی قربانی بھی ہر قدم پر بڑھانی پڑیگی

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳ دسمبر ۱۹۵۴ء بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
میں نے گذشتہ جمعہ یہ اعلان تو کر دیا تھا کہ نئے سال میں احباب تحریک جدید کی طرف زیادہ توجہ کریں اور پہلے سالوں سے بڑھ چڑھ کر وعدے لکھوائیں لیکن دو تین باتیں ایسی ہیں جن کی طرف میں آج جماعت کو

توجہ دلانا چاہتا ہوں

ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ اگر ہم نے اپنے مقصد میں کامیاب ہونا ہے تو ہمارے کام نے ہر سال بڑھنا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم نے اپنے گذشتہ ارادوں، امیدوں اور پروگراموں کو پورا نہ کیا تو آئندہ ان کے پورا کرنے کی امید ہی کی جا سکتی ہے۔ سب سے پہلے میں اس بات پر زور دیتا ہوں کہ ہمیں اپنے بڑھنے کا خیال رکھنا چاہیئے اور یہ بات کبھی نظر انداز نہیں کرنی چاہیئے کہ جو کام ہم نے شروع کیا ہے اگر یہ ترقی کی طرف مائل ہے تو لازماً وہ بڑھے گا۔ اگر ہم صرف اس بات پر کفایت کریں کہ جس طرح ہم پہلے تھے آئندہ بھی ہم اسی طرح رہیں گے ہم بڑھیں گے نہیں تو یہ امر ہماری جماعت کے بڑھاپے پر تو دلالت کر سکتا ہے اس کی جوانی پر دلالت نہیں کر سکتا۔
انسان کے اوپر

تین قسم کے دَور

آتے ہیں۔ پہلا دور انسان کے پیدا ہونے اور اس کے ترقی کرنے کا دور ہوتا ہے۔ اس دور میں ہمیشہ آج کی حالت کل کی حالت سے بہتر ہوگی۔ اور آج کی ذمہ واریاں کل سے زیادہ ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج سے ہم حسابی طور پر ۲۴ گھنٹے مراد نہیں لے سکتے۔ انسانی زندگی کی بڑھوتی میں بعض دفعہ ایک دن چھ ماہ کا ہوتا ہے بعض دفعہ ایک سال کا ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ دو چار یا بیس سال کا ہوتا ہے اسی طرح انسانی زندگی میں بعض تغیرات ایسے ہوتے ہیں جو تین چار ماہ کے عرصہ میں ہو جاتے ہیں۔ مثلاً بچپن کی عمر میں پہلا تغیر انسان کے اندر بولنے چلنے اور دانت نکالنے کا ہوتا ہے۔ ان سارے تغیرات کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک محدود وقت میں ہونے لگ جاتے ہیں۔ بعض بچے ایسے ہوتے ہیں جو پہلے بولنے لگ جاتے ہیں اور بعض بچے پہلے چلنے لگ جاتے ہیں۔ ایک غریب سے غریب گھر میں بھی جو بچوں کے لئے گڑیاں بھی نہیں خرید سکتا بچہ غوں غوں کرتا ہے تو دوسرے بچے شور مچا دیتے ہیں کہ ننھا غوں غوں کر رہا ہے یا وہ سر اٹھانے لگ جاتا ہے تو دوسرے بچے شور مچا دیتے ہیں کہ آج ننھا سر اٹھا رہا ہے۔ انہیں

سارے تغیرات

نظر آتے ہیں لیکن ایک نظر سے آتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ فلاں پیدا ہوا اور جوان ہوا۔ درمیانی تغیرات کا علم ہمیں نہیں ہوتا لیکن ارد گرد کے رہنے والے اس کے معمولی معمولی تغیرات کو بھی محسوس کرتے ہیں۔ مثلاً بچہ غوں غوں کرتا ہے تو ارد گرد والے کہتے ہیں ننھا غوں غوں کر رہا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کل تک اس نے غوں غوں نہیں کیا تھا یا اگر بچہ منہ میں انگوٹھا ڈالتا ہے۔ تو اس کے قریب رہنے والے کہتے ہیں ننھے نے اپنا انگوٹھا منہ میں ڈالا ہے

اس کا مطلب یہ ہوتا ہے

کہ یہ ترقی اس نے آج کی ہے کل تک اس نے منہ میں انگوٹھا نہیں ڈالا تھا پھر ایک اور زمانہ آتا ہے جب بچہ اپنا سر اٹھانے لگ جاتا ہے اور گرد والے اس کے اس تغیر کو بھی محسوس کرتے ہیں۔ جس وقت بچے کے اعصاب مضبوط ہو جاتے ہیں اور وہ لوگوں کو ارد گرد چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ بھی اپنی گردن اونچی کرتا ہے اور قریب کھیلنے والے بچے شور مچاتے ہیں کہ آج ننھے نے گردن سیدھی کی ہے اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ آج سے قبل اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔ یہ ترقی اس نے آج کی ہے پھر بچہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ بیٹھنے لگ جاتا ہے اور اپنی کمر ایک حد تک سیدھی کر لیتا ہے تو بچے شور مچاتے ہیں کہ ننھا بیٹھ گیا ہے۔ اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اس نے یہ ترقی آج کی ہے۔ پھر ان تغیرات کے ساتھ ساتھ

حالات میں بھی تغیر

ہوتا ہے۔ جب بچہ اتنی چھوٹی عمر کا ہوتا ہے کہ وہ صرف چارپائی پر لیٹا رہے تو ماں کو ہر وقت گھنٹہ اس کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اور یہ خیال بھی صرف اس حد تک ہوتا ہے جس حد تک بچے کے لیٹنے کا سوال ہوتا ہے۔ پھر بچہ کچھ بڑا ہو جاتا ہے اور اپنے منہ میں انگوٹھا ڈالنے لگ جاتا ہے تو بعض لوگوں کو تو فیق ہوتی ہے وہ اپنے بچوں کو چوسنی دے دیتے ہیں تا کہ وہ اسے مسوڑھوں کے نیچے دباتا رہے۔ انگوٹھا چوسنے کی خواہش طبعی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس وقت مسوڑھوں میں خراش پیدا ہوتی ہے۔ اور انگوٹھا چوسنا یا چوسنی منہ میں رکھنا دانتوں کے نکلنے اور ان کے بڑھنے میں مدد دیتا ہے۔ اب یہ چوسنی کا خرچ زائد ہو جاتا ہے پہلے یہ خرچ نہیں ہوتا تھا۔ پھر بچہ اور بڑا ہوتا ہے۔ مثلاً وہ سر اٹھانے لگ جاتا ہے تو

تکیوں کی

ضرورت پیش آتی ہے تا اس کو سر اٹھانے میں تکلیف نہ ہو۔ بچہ رکھ کر اس کے سر کو بلند کر دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح سر اٹھانے میں اسے سہولت ہو جاتی ہے۔ پھر اس سے بڑا ہوتا ہے تو گدیلوں اور تکیوں کی ضرورت ہوتی ہے تا بچہ بیٹھنے لگ جائے اور جب بچہ اور بڑا ہوتا ہے تو گھر والے اسے ایک وہ پہیئے کی گاڑی منگا دیتے ہیں جو بوجھ پڑنے پر آگے چلنے لگ جاتی ہے تا کہ اس طرح اسے پاؤں ہلانے اور چلنے کی عادت پڑ جائے۔ اس کے بعد وہ اور بڑا ہوتا ہے۔ تو اس کے

لباس کا خیال

رکھا جاتا ہے۔ ماں باپ سمجھتے ہیں کہ اب اسے پاجامہ سلوا دینا چاہیئے پھر بوٹ یا جراب کا استعمال شروع کر دیا جاتا ہے۔ پھر ایک زمانہ بڑھنے کا ایسا ہوتا ہے جب ہر چھ ماہ کے بعد

پہلا لباس

چھوٹا ہو جاتا ہے۔ جن گھروں میں بچے زیادہ ہوتے ہیں وہ عموماً اس قسم کے کپڑے سنبھال کر رکھ لیتے ہیں تا وہ دوسرے بچوں کے کام آئیں۔ قومی ترقیات بھی اسی طرح چلتی ہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک قوم ایک دن میں ہی پیدا ہوئی اور پروان چڑھی ہو۔

قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے

کہ کوئی مذہبی قوم اس وقت کھڑی کی جاتی ہے جب دنیا میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسے فرمایا ظھر الفساد فی البر والبحر یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی اصل وجہ یہ تھی کہ اس وقت بر و بحر میں فساد پیدا ہو گیا تھا اور یہی حالت ہمیشہ انبیاء کی بعثت کے وقت رہی ہے قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون کہ جب بھی کوئی نبی مبعوث ہوتا ہے تو اس کے خیالات چونکہ رائج الوقت خیالات سے مختلف ہوتے ہیں اور لوگوں کو وہ عجیب نامانوس باتیں معلوم ہوتی ہیں اس لئے لوگ ان پر مذاق اڑاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بھلا کوئی شخص اس کی باتوں کو معقول سمجھ سکتا ہے۔ غرض کوئی نئی جماعت خصوصاً الہی جماعت اسی وقت بنتی ہے جب

زمانہ میں فساد اور خرابی

پیدا ہو جاتے۔ اور جب فساد اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے تو کوئی قوم بکدم نہیں بن سکتی بلکہ اس پر ایک وقت لگتا ہے آخر جب خدا تعالیٰ نے زمانہ نے کوئی رسول ایسا نہیں آتا جس پر اس زمانہ کے لوگ استہزا نہیں کرتے تو ظاہر ہے کہ مذاق کسی بڑی قوم کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دو لاکھ یا سے لاکھ ڈیڑھ لاکھ ہو جاتا یا دو کروڑ میں سے ایک کروڑ یا ڈیڑھ کروڑ لوگ ہو جاتے تو باقی لوگوں میں اتنی ہمت ہی کہاں ہو سکتی تھی کہ وہ ان پر استہزا کرتے مذاق اسی لئے کیا جاتا ہے کہ وہ قوم دوسروں سے چھوٹی ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انبیاء کی جماعتوں کو لوگ لشرذمة قليلون کہتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ چند لوگ ہیں جو ترقی اور بہتری کی خوابیں دیکھ رہے ہیں جن مقاصد کو یہ لوگ پیش کر رہے ہیں ان کے لئے تو ایک مضبوط قوم کی ضرورت ہے۔ یہ چند آدمی اس کام کو کس طرح کر سکتے ہیں۔ غرض

انبیاء کی جماعتیں

ہمیشہ چھوٹی ہوتی ہیں۔ اور بعض دفعہ تو ان کی تعداد اتنی قلیل ہوتی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ بعض انبیاء کو صرف ایک ایک شخص نے مانا۔ اب اس ایک شخص کا دوسرے لوگوں پر کیا رعب پڑ سکتا تھا۔ بعد میں یہ جماعتیں آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کرتی ہیں اور ان کے افراد ایک سے دو۔ دو سے تین اور تین سے چار ہو جاتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ سے زیادہ محفوظ تاریخ کسی اور نبی کی نہیں۔ حضرت نوح۔ ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کی تاریخیں کسی حد تک محفوظ ہیں لیکن زیادہ تر قابل اعتبار وہی حالات ہیں جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں۔ باقی تاریخ زیادہ روشن نہیں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایسی ہے جو ایک

کھلی کتاب کی طرح ہے

جس طرح آپ کو سورۂ فاتحہ کی ہر ایک دیکھنے والی ہے۔ اسی طرح آپ کی زندگی بھی وہ ہی جو کھلی کتاب کے طور پر تھی۔ آپ نے بیویوں سے پیار کیا تو وہ بھی تاریخ میں موجود ہے۔ آپ نے کفر کا رد کیا۔ وضو کیا۔ پیشاب کیا۔ پانی پیا یا کھانا کھایا تو وہ بھی تاریخ میں محفوظ چلا آتا ہے۔ غرض آپ کی تاریخ بھی فاتحہ ہے۔ اور آپ کی زندگی بھی فاتحہ ہے۔ دشمن اگر اعتراض کرتا ہے تو ہم اسے کہتے ہیں کہ تم اس لئے اعتراض کرتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کھلی کتاب کے طور پر ہے۔ اگر آپ کی زندگی بھی حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی زندگی کی طرح بند کتاب کی طرح ہوتی تو تمہیں اعتراض کرنے کا موقع میسر نہ آتا۔ پس آپ کی زندگی پر اعتراضات کی کثرت اس بات کی علامت نہیں کہ آپ پر دوسرے انبیاء کی نسبت زیادہ اعتراضات ہوئے ہیں بلکہ

اس بات کی علامت ہے

کہ آپ کی زندگی ایک کھلی کتاب کے طور پر ہے ایک عورت نے برقعہ پہنا ہو تو اس کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کے چہرہ پر برص ہے یا نہیں۔ یا وہ کیلوں سے بھرا ہوا ہے یا نہیں۔ یا اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی آنکھ ٹیڑھی ہے یا نہیں۔ یا وہ بھینگی ہے یا نہیں۔ لیکن اگر کسی کا چہرہ کھلا ہوا ہو تو لوگ اس پر کئی اعتراضات کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم اس کا مقابلہ ایک برقعہ پوش عورت سے نہیں کر سکتے یعنی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں برقعہ پوش عورت کے مقابلہ میں اس غیر برقعہ پوش عورت پر زیادہ اعتراضات ہوئے ہیں اگر کوئی غیر برقعہ پوش عورت کا مقابلہ برقعہ پوش عورت سے کرتا ہے تو وہ پاگل ہے۔ اسی طرح ہم کہیں گے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال دوسرے انبیاء کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے جیسے ایک غیر برقعہ پوش عورت کی مثال برقعہ پوش عورت کے مقابلہ میں ہوتی ہے۔ آپ کی زندگی سورج کی طرح ہے۔ اس کا ہر پہلو نظر آسکتا ہے لیکن دوسرے انبیاء کی زندگیاں بند کتاب کے طور پر ہیں۔ پس آپ کی زندگی

ہمارے لئے ایک نمونہ

ہے۔ جب آپ نے دعوے فرمایا تو ابتداء میں صرف ایک شخص (یعنی حضرت ابوبکرؓ) آپ پر ایمان لایا۔ وہ لوگ جنہوں نے بعد میں اسلام میں بڑے بڑے درجات حاصل کئے۔ ان میں بھی بعض ایسے تھے جنہوں نے ابتدائی زمانہ میں آپ کی سخت مخالفت کی۔ مثلاً خلافت کے زمانہ میں سب سے زیادہ روشن زمانہ حضرت عمرؓ کی خلافت کا ہے۔ لیکن آپ بھی ایک عرصہ تک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے رہے ہیں۔ پھر آپ کے زمانہ میں بھی اور آپ کے بعد بھی

بہترین اسلامی کمانڈر

خالد بن ولیدؓ تھے لیکن آپ بھی ہجرت کے بعد چھ سال تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جنگ کرتے رہے۔ پھر جب خلافت میں تنزل آیا تو اسکی گرتی ہوئی عمارت کو سنبھالنے والے معاویہؓ تھے لیکن آپ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری عمر میں ایمان لائے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں صرف ۸۰-۹۰ آدمی آپ پر ایمان لائے تھے۔ بعض کے نزدیک ان کی تعداد ۲۰۰-۳۰۰ تک تھی اب دیکھو ایک شخص جو ۱۳ سال تک یہ دعوے کرتا رہا کہ وہ ساری

دنیا کو فتح کرے گا۔ وہ یہ اعلان کرتا رہا کہ اس کی جماعت آخر غالب آئے گی اور اسکی پیش کردہ تعلیم دوسری سب تعلیموں پر غالب آئے گی۔ اس کی جماعت میں اگر ۱۳ سال کے لمبے عرصہ میں ۸۰ یا ۳۰۰ آدمی داخل ہو گئے تو بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ یہ ایسی چیز نہیں جس کے ذریعہ دنیا کو فتح کیا جاسکے ہاں ایک چیز ضرور تھی اور یہی انبیاء کی

سچائی کی علامت

ہوا کرتی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ

یعنی جہاں ایک مسافر ایک ماہ میں پہنچ سکتا ہے وہاں تک خدا تعالیٰ نے میرا رعب پہنچا دیا ہے۔ چنانچہ آپ کے ابتدائی ۱۳ سالوں میں ہی آپ کی آواز حبشہ، نجد اور ارد گرد کے علاقہ میں پہنچ گئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی دیکھ لو۔ آپ کے ماننے والے ابھی ابتداء میں ۵۰-۶۰ ہی تھے لیکن سارے ہندوستان میں ایک شور مچ گیا تھا۔ مکہ تک سے کفر کے فتوے آ گئے تھے حالانکہ کیا بدی اور کیا بدی کا خور یا آپ کے ماننے والے پچاس ساٹھ کی تعداد میں تھے اس سے گھبرانے کی کونسی وجہ تھی۔ اس کی صرف ایک ہی وجہ تھی کہ شیر کا بچہ پہلے دن بھی شیر کا بچہ ہوتا ہے اور بھیڑ کا بچہ سو سال کے بعد بھی بھیڑ کا ہی بچہ ہوتا ہے لوگوں کو اس قلیل جماعت میں بھی

ایک شان نظر آتی تھی

اس لئے دوسرے لوگ اس کے مخالف ہو گئے۔ ایک دفعہ ایک مدعی نبوت نے مجھے لکھا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے آپ کو اتنے خطوط لکھے ہیں اور اتنے رسالے بھیجے ہیں لیکن آپ نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ کم سے کم ان کی تردید ہی کر دیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ مجھے مان لیں لیکن اس قدر تو کریں کہ ان کی تردید کر دیں۔ میں نے سمجھا کہ اب اس خط کا جواب مجھے ضرور دینا چاہیئے چنانچہ میں نے اُسے لکھا کہ یہ تردید بھی قسمت والوں کو میسر آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ لو آپ نے دعوے کیا تو سارے لوگ آپ کے خلاف کھڑے ہو گئے لیکن ہم تمہاری کتابوں اور رسالوں کی تردید بھی نہیں کرتے۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ تمہارے ساتھ خدا تعالیٰ نہیں۔ لوگ کہتے ہیں

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

جب کوئی تعلیم پھیلنے والی ہوتی ہے تو اس میں جامعیت پائی جاتی ہے اور لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ اس تعلیم میں وہ خوبیاں موجود ہیں جو دوسرے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیں گی لیکن جس تعلیم میں یہ خوبیاں موجود نہ ہوں۔ اس میں جامعیت نہ پائی جاتی ہو تو لوگ سمجھتے ہیں یہ ردی چیز ہے اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں فرض کرو ایک آدمی ایک انچ کی دھجی اعلیٰ قسم کی ریشم کی لے آئے تو کیا کوئی شخص خیال کر سکتا ہے کہ وہ اس سے قمیص تیار کرے گا اسی طرح اگر کوئی خاص مسئلہ لے کر کھڑا ہو جائے یا کسی اقتصادی نکتہ کے متعلق اپنی تعلیم پیش کرے۔ تو چاہے وہ کتنا ہی اعلیٰ ہو وہ مذہب نہیں کہلا سکتا۔ اعلیٰ قسم کا مذہب وہی ہو سکتا ہے جس سے زندگی کے ہر شعبہ میں ہدایت ملتی ہو اگر کوئی مذہب

زندگی کے ہر شعبہ میں ہدایت

نہیں دے سکتا تو لوگ اسے قبول نہیں کر سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لوگوں نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ آپ کی باتیں مولویوں والی نہیں۔ مولوی ایک بات کو لے لیتے ہیں اور اس پر سارا زور لگا دیتے ہیں۔ مثلاً بعض اس بات پر ہی سارا زور لگا دیں گے کہ کوا حلال ہے یا نہیں۔ اب اگر کوا حلال ثابت ہو جائے اور لوگ اسے کھانا شروع کر دیں تب بھی اس سے کیا ہوگا لیکن آپ نے وہ تعلیم پیش کی جس میں زندگی کے ہر شعبہ میں ہدایت ملتی تھی۔ آپ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور

قرآن کریم کے پیش فرمودہ اصول

کو دوبارہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس لئے ہر شخص نے یہ سمجھ لیا کہ اب لوگ اس تعلیم کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ بیچوں کے پاس نہ دونیاں ہیں نہ چونیاں ہیں نہ اٹھنیاں ہیں نہ روپے اور نوٹ ہیں بلکہ صرف ایک پیسہ کہہ جا سکتا ہے۔ صرف منشی ہی کہ منہ کے پاس دونیاں۔ چونیاں اٹھنیاں اور روپے وغیرہ موجود ہوں اس کے پاس نوٹ ہوں اشرفیاں ہوں۔ صرف چند پیسے پاس ہونے سے اسے منشی نہیں کہا جا سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں آئے تو ابتدائی سالوں میں ۸۰-۹۰ یا بعض روایات کے مطابق ۲۰۰-۳۰۰ لوگ آپ پر ایمان لائے لیکن آپ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تھی۔ حبشہ اور نجد تک آپ کی تعلیم پہنچ چکی تھی۔ اور امراء، رؤسا، شہنشاہ اور بادشاہوں نے آپ کی طرف توجہ شروع کر دی تھی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھ لو۔ آپ کے

ماننے والوں کی تعداد

ابتداء میں ۵۰-۶۰ ہی تھے۔ لیکن آپ کی شہرت دور دور تک پھیل رہی تھی۔ اس کے برعکس جن لوگوں نے دعوے کیا۔ ان کو اپنے علاقہ سے باہر کوئی جانتا بھی نہیں تھا۔ اس قسم کے لوگوں کو خواہ ۵۰-۶۰ ہزار بھی ہوں ان کے متعلق یہ لوگ احساس بھی نہیں کرتے کہ وہ دنیا میں کوئی تغیر پیدا کر سکیں گے۔ یہ لوگ روزانہ کہتے ہیں کہ اب قیامت آ جائے گی لیکن عملی طور پر ایک چارپائی بھی نہیں ہلتی۔ اور دنیا میں کوئی

منفی یا مثبت تغیر

پیدا نہیں ہوتا۔ یہ بھی ثبوت ہے اس بات کا کہ ان کی مثال بھیڑیئے کے چمڑے میں بھیڑ کی سی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والے اگرچہ تھوڑے تھے لیکن لوگوں میں ان کی وجہ سے گھبراہٹ بہت زیادہ تھی۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ان کی تعلیم دنیا کو کھا جائے گی۔ اسی طرح ہماری جماعت کو دیکھ لو۔ مخالف بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ خواہ کو بھڑکانے اپنی نسبت سے دیتے ہیں لیکن دنیا دن بدن سے ہٹ رہی ہے۔ اگرچہ ہم انہیں تسلیاں دیتے ہیں اور یہ کہتے کہتے تھک جاتے ہیں کہ ہم تمہارے دشمن نہیں تمہارے خیرخواہ ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ تسلی اور اطمینان نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ تعلیم اس قسم کی ہے کہ جہاں بھی جائے گی لوگ اس کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ اور اگر ہمارے اردگرد کے لوگوں نے ان کی باتیں سن لیں تو وہ ہمیں چھوڑ کر ان کی تعلیم کو قبول کر لیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے اسلام پر ہر طرف سے اعتراضات ہو رہے تھے۔ یہودیت اور عیسائیت اور کیا ہندو مذہب ہر ایک کے ماننے والے

اسلام پر حملہ آور

ہو رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کا مقابلہ کیا۔ مسلمانوں نے بھی آپ کی مخالفت کی اور یہ نہ سمجھا کہ آپ ان کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ لیکن اب ہماری یہ حالت ہے کہ کوئی مان کا بچہ ایسا نہیں جو اسلام پر اعتراض کر سکے اور پھر اس کا جواب نہ دیا جا سکے۔ پس تم نے ترقی کی طرف ایک قدم اٹھایا ہے۔ بیج تمہارے ہاتھ سے بو دیا گیا ہے۔ اور پھر وہ زمانہ تمہیں ملا ہے جس میں تمہاری ترقی لازمی ہے۔ جس طرح پانچ چھ سال کا بچہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے بڑھنا نہیں۔ باوجود اس کے اس کا ارادہ شامل نہیں ہوتا پھر بھی وہ بڑھتا جاتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے تمہارے اندر

ایسی روح پیدا کر دی ہے

کہ تم ہر حال بڑھنا ہے چاہے تمہارا ارادہ اور عزم اس کے شامل ہو یا نہ ہو۔ پھر جس طرح یہ نہیں ہو سکتا کہ ۵-۶ سال کے بچہ کا لباس ۸-۹ سال کی عمر کے بچہ کو پورا آ سکے اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ تمہارے پچھلے سال کا چندہ اگلے سال کے لئے کافی ہو۔ جب تک تم پہلے سے زیادہ قربانی نہیں کرو گے۔ جب تم اپنے چندے کو پہلے سال سے زیادہ نہیں بڑھاؤ گے جب تک تم

چندہ دینے والوں کی تعداد

ہر سال بڑھاتے نہیں جاؤ گے۔ تمہارا لباس تمہارے جسم پر بے جوڑ معلوم ہوگا۔ اگر کوئی بالغ شخص کسی چھوٹے بچے کا لباس پہننا چاہے تو اول تو وہ پہنتے پہنتے پھٹ جائے گا۔ اور اگر وہ کسی طرح اُسے پہن بھی لے۔ تو وہ صرف ناف تک یا اس کے اوپر تک آئے گا۔ باقی جسم ننگا رہ جائے گا۔ اسی طرح تمہارے ساتھ ہوگا۔ اگر تمہاری شہرت کے مقابلہ پر تمہارا کام اور تمہارا چندہ کم ہو۔ تو سب دیکھنے والوں کو تمہارا عیب نظر آئے گا

تمہارا کام

آج ہر قوم کے سامنے ہے۔ جس طرح ایک کرتا قد کے برابر نہ ہو۔ تو وہ ہر شخص کو بُرا نظر آتا ہے۔ اسی طرح اگر تمہاری قربانی اور تمہارے چندے اور تمہارے کام کی نسبت تھوڑے ہوں گے۔ تو تمہارا یہ عیب ہر شخص کو نظر آئے گا۔ گذشتہ دنوں ایک فوجی افسر میرے پاس آیا۔ اور اس نے کہا میں ایک جگہ پر گیا۔ وہاں آپ کی جماعت کا ایک مبلغ تھا اور وہ بہت اچھا کام کر رہا تھا۔ لیکن میں نے دیکھا ہے نہ اُسے اچھا لباس میسّر تھا اور نہ اچھا کھانا ملتا تھا۔ اور اسے ہر بڑے شخص سے ملنا پڑتا تھا۔ اگر آپ اسے اچھا لباس نہیں دے سکتے۔ اور اچھا کھانا نہیں دے سکتے۔ تو وہ تبلیغ کا کام کیسے کرے گا۔ ایک شخص نے مجھے اس سے پہلے بھی لکھا تھا شاید یہ وہی شخص تھا جو بعد میں مجھے کراچی میں ملا کہ میں سنگاپور سے آیا ہوں وہاں آپ کے مبلغ کام کر رہے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ انہیں

اچھا کھانا اور اچھا لباس

نہیں مل رہا۔ وہ فقیروں کی طرح رہتے ہیں۔ میں احمدی تو نہیں لیکن ان کی حالت دیکھ کر اس قدر متاثر ہوا ہوں کہ آپ کو توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔ اگر آپ وہاں کوئی کام کرنا چاہتے ہیں۔ تو اپنے مبلغوں کو اچھا کھانا اور اچھا لباس تو مہیا کریں۔ اس شکایت کرنے والے دوست کو تو ہمارے مبلغین کا ظاہری لباس اور ظاہری کھانا نظر آیا لیکن مجھے یہ فکر ہے کہ ہم اپنے مبلغین کو باطنی کھانا بھی مہیا نہیں کرتے۔ ہمارے ہر مبلغ کے پاس سینکڑوں کتابوں پر مشتمل ایک لائبریری ہونی چاہیئے تاکہ وہ ایک وقت میں سو دو سو آدمیوں کو

مطالعہ کے لئے کتب

دے سکے بلکہ پوری طرح توجہ دلانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے پاس ایک ایک کتاب کے دس دس پندرہ پندرہ نسخے ہوں تا ایک ہی وقت میں ایک کتاب سے ایک سے زیادہ آدمی فائدہ اٹھا سکیں۔ اگر ہر مشن میں سو کتابیں ہوں اور ان کے پندرہ پندرہ نسخے ہوں تو پندرہ سو کتاب تو یہی بن جاتی ہے۔ پھر کئی لوگ ایسے آ جاتے ہیں جو تفسیر۔ حدیث یا کسی اور مضمون کی کتاب لینا چاہتے ہیں۔ اس لئے اگر ہم صحیح طور پر کام کرنا چاہتے ہیں۔ تو

ہمارے لئے ضروری ہے

کہ ہمارے ہر مبلغ کے پاس دو تین ہزار کتب کی لائبریری ہو۔ جو شخص ملنے کے لئے آتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے گا۔ اور باتیں سنے گا۔ اور پھر چلا جائے گا۔ لیکن اگر ہم اسے کتاب دے دیں۔ تو گھر میں بھی اسے پڑھتا رہے گا۔ اور اس طرح تبلیغ سے وہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکے گا

میں نے پہلے بھی کئی دفعہ سنایا ہے کہ

سرحد کے ایک رئیس

خان فقیر محمد خان صاحب آف چارسدہ مرحوم ایگزیکٹو انجینئر (بعد میں وہ سپرنٹنڈنٹ انجینئر ہو گئے) ایک دفعہ مجھے دہلی میں ملے۔ انہوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ میرے بھائی محمد اکرم خان صاحب احمدی ہیں میں یورپ کے لئے انگلستان جا رہا ہوں۔ انہوں نے چلتے چلتے بعض کتابیں میرے ٹرنک میں رکھ دی ہیں۔ میری ایک لڑکی کی منگنی ان کے لڑکے سے ہوئی ہے ویسے بھی مجھے ان کا بڑا ادب ہے کہ وہ میرے بڑے بھائی ہیں۔ میں نے انہیں کہا آپ نے کیا ہے۔ میں تو سیر کے لئے جا رہا ہوں۔ ان کتابوں کو پڑھنے کا کہاں موقعہ ہوگا۔ مگر وہ مانے نہیں اور کہا کہیں خیال آیا تو انہیں پڑھ لینا۔ میں نے کہا اچھا رکھ دو۔ ولایت جا کر انہوں نے مجھے ایک خط لکھا۔ اس کے شروع میں یہ لکھا تھا کہ شاید آپ مجھے نہ پہچانیں میں اپنی پہچان کے لئے لکھتا ہوں کہ میں وہ ہوں جو آج سے تین ماہ پہلے آپ سے دہلی کے شاہی قلعہ میں ملا تھا۔ اور میں نے آپ سے کہا تھا کہ ہماری دو والدہ تھیں۔ اور ہر ایک والدہ سے ہم دو دو بھائی ہیں۔ ان میں سے ایک ایک ہم نے آپ کو دے دیا ہے اور ایک ایک غیر احمدیوں کو دے دیا ہے۔ اس طرح ہم نے پورا پورا انصاف کیا ہے۔ اور یہ میں نے انصاف اس لئے کیا ہے کہ دے دی ہے اور انصاف دوسرے مسلمانوں کو اور آپ نے بھی مذاق سے کہا تھا کہ ہم تو اس پر راضی نہیں ہوتے ہم تو پورا لے کر چھوڑا کرتے ہیں۔ سو اب میں ایک اور بھائی آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ اور وہ اپنے آپ کو آپ کی بیعت میں شامل کرتا ہوں۔ انہوں نے لکھا میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میرے بھائی محمد اکرم خان صاحب نے کچھ کتابیں میرے ٹرنک میں رکھ دی تھیں ہم پٹھانوں میں ہم میں

اسلام کی خدمت کا جوش

ہوتا ہے۔ چاہے ہمیں کچھ آئے یا نہ آئے۔ ہمارا ارادہ ضرور ہوتا ہے کہ ہم کسی کافر کو ماریں یہی جوش مجھ میں تھا۔ جب میں انگلستان پہنچا۔ اور میں نے یہاں مختلف مقامات کی سیر کرنی شروع کی تو چونکہ میں گورنمنٹ کا ایک افسر تھا اس لئے مجھے بعض اداروں کے دیکھنے کا موقعہ بھی ملا۔ میں نے دیکھا کہ ہمارے ایک کارتوس کے مقابلہ میں ان کے پاس لاکھوں بلکہ کروڑوں کارتوس اور ایک بندوق کے مقابلہ میں لاکھوں بندوقیں ہیں۔ اور طرح طرح کے ترقی یافتہ ہتھیار ہیں۔ ہمارے ہاں طیارہ والا کا نام رفشان نہیں لیکن ان کے پاس بڑی تعداد میں طیارے ہیں۔ پھر اس ملک کے کارخانوں کے مقابلہ میں ہمارے پاس کوئی چیز نہیں۔ یورپ کی اسی

ترقی کو دیکھکر

میرے دل میں مایوسی پیدا ہوئی۔ اور یقین ہو گیا کہ اب اسلام دنیا پر غالب نہیں آ سکتا اپنی اس کمزوری اور مجبوری کے ہوتے ہوئے ہم اتنے بڑے ترقی یافتہ دشمن کا مقابلہ کس طرح کریں گے۔ تلوار سے مارنے کے لئے ضروری ہے کہ دوسرا شخص کمزور اور بے ہتھیار ہو لیکن یہاں تو یہ ہے کہ ہم کمزور اور نہتے ہیں اور دشمن ہم سے کئی گنا زیادہ طاقتور ہے۔ میری حالت پاگلوں کی سی ہو گئی۔ شام کو گھر آیا۔ تو مایوسی کی حالت میں تھا۔ گھر والوں سے کہا کہ محمد اکرم خان نے بعض کتب میرے ٹرنک میں رکھی تھیں وہ دو۔ شاید ان سے مجھے تسلی مل سکے۔ اتفاق سے آپ کی کتاب

دعوت الامیر

میرے ہاتھ آئی۔ اس کے ابتداء میں اتفاق یہ مضمون بیان کیا گیا کہ اسلام جب شروع ہوا۔ تو اس کے متعلق کوئی شخص یہ امید نہیں کر سکتا تھا کہ جیت سکے گا لیکن ان مخالف حالات کے باوجود

اسلام جیت گیا

پھر جب اسلام جیت گیا۔ تو کوئی شخص

یہ خیال نہیں کر سکتا تھا کہ یہ گرے گا۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت سی پیشگوئیاں ایسی موجود تھیں۔ کہ اسلام پر ایک وقت ایسا آنے گا۔ جب اس کے پاس مقابلہ کی کوئی صورت باقی نہ رہے گی۔ چنانچہ وہی ہوا جس کا پیشگوئیوں میں ذکر تھا یعنی اسلام باوجود طاقتور ہونے کے تنزل پا گیا۔ اس کے بعد آپ نے اسلام کی ترقی کے متعلق

بہت سی پیشگوئیوں

کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوگئیں جو اسلام کے تنزل کے متعلق تھیں۔ تو وہ پیشگوئیاں کیوں پوری نہیں ہوں گی جو اسلام کے دوبارہ غلبہ کے متعلق ہیں جن مسلمانوں کو سو سال پیشتر خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر آج سے ۱۴۰۰ سال قبل کر دیا۔ جس مایوسی کا تم آج سے سو سال قبل اندازہ بھی نہیں کر سکتے تھے ۱۴۰۰ سال قبل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے ہوشیار کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ ایک مختصر رات کو مومن سوئے گا صبح کو کافر اٹھے گا۔ اور دن کو مومن ہوگا لیکن رات کو کافر سوئے گا۔ خان نقیر محمد خان صاحب نے لکھا کہ میں جوں جوں اس کتاب کو پڑھتا جاتا تھا سارا نقشہ میرے سامنے آتا جاتا تھا اور میں نے سمجھ لیا کہ میری مایوسی لاعلاج تھی۔ میری بیوی نے کہا اب تم آرام کر لو۔ کہیں پاگل نہ ہو جانا۔ مگر میں نے کہا اب میں کتاب ختم کر کے سوؤں گا۔ اور ارادہ کر لیا کہ میں اس وقت تک سونے کے لئے اپنے بستر پر نہیں جاؤں گا۔ جب تک آپ کی بیعت کا خط نہ لکھ لوں۔ چنانچہ سونے سے پہلے میں آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں۔ میری بیعت کو قبول کیا جائے۔ پس ضروری ہے کہ ہم اپنے مبلغین کو

بڑی تعداد میں لٹریچر

مہیا کریں۔ اور اس کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اور میں نے بتایا ہے کہ ہم مالی لحاظ سے کمزور ہیں۔ جس کی وجہ سے نئے مبلغ نہیں بھیج سکتے۔ اسی طرح پرانے مبلغین کے لئے لٹریچر کا انتظام بھی نہیں کر سکتے۔ یہ کام ہم نے نئے سرے سے کرنا ہے۔ ہر ملک میں کم از کم ایک ایک کتاب کے سو سو نسخے ہوں۔ تا کہ ایک وقت میں لاکھ ڈیڑھ لاکھ آدمی ہماری کتب پڑھ رہا ہو۔ اگر ہم اس قسم کا انتظام کریں تو لازمی بات ہے۔ کہ سمجھدار سنجیدہ شریف اور

خدا تعالیٰ سے محبت رکھنے والے

لوگ آنے شروع ہو جائیں گے۔ اور یہ کام بغیر اس کے نہیں ہو سکتا کہ ہمارا قربانی کا قدم ہمیشہ آگے رہے۔ اگر ہم ایک جگہ پر رک جاتے ہیں تو ہماری وہی مثال ہوگی جیسے ایک نوجوان کو پانچ سال کے بچے کا لباس پہنا دیا جائے۔ وہ لباس یا تو پھٹ جائے گا اور وہ پہننے میں کامیاب بھی ہو جائے۔ تو ناف سے اوپر ہی رہے گا اور یہ بے جوڑ لباس نہ تمہیں اپنوں میں عزت دے سکتا ہے اور نہ غیروں میں عزت دے سکتا ہے۔ اگر تم اپنوں اور بیگانوں میں عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کا

ایک ہی طریق ہے

اور وہ یہ ہے۔ کہ تم حوصلہ اور ہمت سے کام کرو۔ اگر تم خدا تعالیٰ کے رستہ میں خرچ کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہیں اور دے گا۔ پس میں دونوں دفتروں والوں سے کہتا ہوں کہ تم سب ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ دفتر دوم کے متعلق میں نے بتایا تھا۔ کہ اس کی حالت نہایت افسوسناک ہے۔ ان کا قدم پیچھے کی طرف جا رہا ہے۔ نوجوانوں کو تو بوڑھوں سے زیادہ تیز ہونا چاہیئے تھا۔ اور ان کا قدم دلیری کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیئے تھا۔ روحانی طور پر

یہ زمانہ تمہارے لئے اس قدر مبارک ہے

کہ اگر تم یہ دعائیں کرتے رہو۔ کہ تم بوڑھے نہ ہو۔ تو تمہارا جوانی کا زمانہ ہمیشہ قائم رہے گا اگر جسمانی طور پر کوئی یہ کہے کہ میں جوان ہی رہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ بوڑھا نہ ہو۔ اور جوانی کی عمر میں ہی مر جائے لیکن اگر کسی قوم کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ ہمیشہ جوان رہے گی تو اگر وہ کوئی کمزوری نہ دکھائے تو وہ فی الواقعہ جوان ہی رہتی ہے لیکن

انسانی زندگی کے متعلق

یہ کہنا کہ کوئی جوان ہی رہے بد دعا بن جاتی ہے ایک دفعہ اسی قسم کا ذکر چھڑ گیا۔ تو میں نے بتایا کہ بلغاریہ کے لوگ بڑے تنومند اور مضبوط جسم والے ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک قسم کی دہی تیار کرتے ہیں۔ اس دہی کا وہ کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے وہ بڑے تنومند اور مضبوط ہوتے ہیں۔ پاس ہی ایک زمیندار دوست تھے۔ وہ بڑا خوش ہوا۔ اور کہنے لگا میرا بھی یہ تجربہ ہے۔ کہ جو شخص الٹرا دہی استعمال کرے وہ بوڑھا نہیں ہوتا۔ اس پر دوسرے لوگوں نے اس سے مذاق کرنا شروع کر دیا کہ تمہارا یہ فقرہ کہنے کا کیا مطلب ہے

اس کا تو یہ مطلب ہے

کہ دہی کھانے والے جوانی کی عمر میں ہی مر جاتے ہیں۔ بوڑھا ہونے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ پس جسمانی زندگی میں ایک جوان کا بوڑھا ہونا ضروری ہے۔ لیکن روحانی زندگی میں ضروری نہیں کہ کوئی قوم بوڑھی ہو۔ اگر کوئی قوم قربانی کرے اور اپنا معاملہ خدا تعالیٰ سے درست رکھے تو اس پر ہمیشہ جوانی کی عمر رہتی ہے۔ بڑھاپا محض اس کی کمزوری کی وجہ سے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔

کہ ہم جسمانی بڑھاپا تو ضرور لاتے ہیں۔ لیکن روحانی بڑھاپا کسی قوم پر صرف اس وقت لاتے ہیں جب وہ خود بڑھاپا چاہتی ہے پس

روحانی جوانی

کو تم سینکڑوں، لاکھوں بلکہ کروڑوں سال تک بھی قائم رکھ سکتے ہو۔ اور اس کا نمونہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگلے جہان میں جنت ملے گی۔ اس میں کوئی بوڑھا نہیں ہوگا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اگر کوئی قوم روحانی طور پر جوان رہنا چاہتی ہے تو اس پر بڑھاپا نہیں آتا پس اگر تم جوان رہنا چاہتے ہو۔ تو تمہیں ہر روز اپنی قربانی بڑھانی پڑے گی اگر تمہیں ایسا کرتے ہوئے بشاشت محسوس نہیں ہوتی۔ تو تم خدا تعالیٰ کی خاطر بناوٹ کے طور پر ہی اپنی قربانی کو بڑھاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اگلے سال تمہیں سچے دل سے

خدا کی خاطر قربانی

کرنے کی توفیق مل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے۔ کہ تم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔ تا اس ترقی کے ساتھ ساتھ جو خدا تعالیٰ تمہیں دے رہا ہے۔ تم خدا تعالیٰ اور دنیا کی نظروں میں فیل نہ ہو۔ تمہاری قربانی ہر روز بڑھتی چلی جائے۔ تاکہ تم اپنی ذمہ داریوں کی گاڑی کو برابر کھینچ سکو۔

(الفضل ۱۱ ۴ ۶۲)

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا ستہترواں

جلسہ سالانہ

جملہ احباب جماعت احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ دسمبر ۱۹۶۲ء کی تاریخیں رکھی گئی ہیں تاکہ دوست کرسمس کی چھٹیوں اور کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے رعایتی کرایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکتوں سے اٹھا سکیں۔

لہذا جملہ احباب جماعت، عہدیداران و مبلغین کی خدمت درخواست ہے کہ جمعہ اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے مواقع پر یہ اعلان جلسہ سالانہ تک کرکے زیادہ سے زیادہ احباب و زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ دوست اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی برکات سے فائدہ اٹھا سکیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خروشچیف کا زوال

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

روس کو کرتا دھرتا جس نے انا لمسنا السماء کا طنطنہ ... اور ...

قرآنی پیشگوئی کے مطابق مقاعد للسمع بنا تے ہو ... ...

ہوئے یہ ناپسندیدہ بول بولا تھا کہ ہم نے آسمان کا کھوج لگا ... نہیں ... کا ... پایا۔

اس پر جیسا کہ اس حقیر یا جوجی قوم کی نسبت تیرہ سو برس ... اعلان ہو چکا تھا۔ کہ فاتبعہ شہاب ثاقب۔ آخر اس ماڈرن فرعون پر ناگاہ شہاب ثاقب گرا۔ اور اس شعلہ انسان کو جو ساری دنیا پر چھایا جا رہا تھا خاک و خاکستر کا ڈھیر بنا دیا۔ خلق خدا حوالی موالی حیران رہ گئے۔ اور وہ خود بھی خاموش و مدہوش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و جبروت کا نظارہ دکھایا۔ اور اسے موجب عبرت بنایا ...!! فسبحان اللہ ما اعظم شانہٗ۔ اللہ اکبر۔ خربت خیبر۔

اکمل ربوہ ۱۱ ۶۲ ۲

جناب مولوی نور محمد صاحب ٹانڈوی کے خط کا جواب

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم مظفر پور بہار

ٹانڈہ ضلع فیض آباد کے ایک غیر احمدی عالم مولوی نور محمد صاحب ٹانڈوی ہیں۔ جو اپنے نام کے ساتھ "مناظر" لکھتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا خاکسار نے انہیں ایک جوابی پوسٹ کارڈ لکھا تھا جس میں ان کی بعض تصنیفات کے متعلق دریافت کیا گیا تھا کہ اب وہ قیمتاً ان سے مل سکتی ہیں یا نہیں۔ موصوف نے مطلوبہ کتب کے متعلق تو کچھ نہیں لکھا۔ البتہ ریویو آف ریلیجنز کی مندرجہ ذیل عبارت کو "قادیانی شریعت" قرار دے دیا۔ عبارت یہ ہے:۔

"ہاں اشد مخالفین کو حضرت مسیح موعود نے کبھی سلام مسنون نہیں کیا۔ اور نہ ان کو سلام کہنا جائز ہے:"

اور ایک تحریر الفضل سے پیش کی۔ علاوہ ازیں ٹانڈوی صاحب نے خود کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا "بدترین دشمن" قرار دیا۔ اور لکھا کہ

"اب بتلایئے کہ مرزا غلام احمد کی اس مخالفت و عدول حکمی و بغاوت کی وجہ سے آپ قادیانی رہے یا نہیں؟"

خاکسار نے موصوف کو اس کا جو جواب دیا تھا وہ درج ذیل ہے۔ اس جواب کے بعد دو ماہ سے ٹانڈوی صاحب بالکل خاموش ہیں۔

جناب مولوی نور محمد صاحب ٹانڈوی

السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

۱۔ خاکسار نے آپ کو ایک جوابی پوسٹ کارڈ لکھا تھا جس میں آپ کی بعض تصانیف کے متعلق دریافت کیا گیا تھا کہ اب یہ کتب قیمتاً مل سکتی ہیں یا نہیں؟ لیکن آپ نے جو جواب ارسال کیا ہے اسے پڑھ کر آپ کی عقل و فکر پر سخت تعجب ہوا۔ کیونکہ آپ نے اپنے اس جواب میں ایک جملہ بلکہ ایک لفظ بھی ایسا نہیں لکھا جس سے ثابت ہو سکے کہ مطلوبہ کتب آپ سے دستیاب ہو سکتی ہیں یا نہیں۔ پس سب سے پہلا سوال آپ سے یہی ہے کہ آپ نے اس سلسلہ میں فرض شناسی و دیانت کا ارتکاب کیا ہے یا نہیں؟ جبکہ یہ پوسٹ کارڈ خاکسار کا ملوک تھا نیز آپ بھی لکھیں کہ یہ فعل مذموم آپ نے کس شریعت کی رو سے کیا ہے۔

۲۔ آپ نے مذکورہ جواب میں یہ اعتراض پیش کیا ہے کہ خاکسار نے آپ کو "السلام علیکم" کے مسنون دعائیہ جملہ سے کیوں مخاطب کیا ہے۔ آپ کے اس اعتراض سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ آپ معنوی طور پر اسلام سے کس قدر منحرف ہو چکے ہیں کہ ایک مسنون دعائیہ جملہ پر چراغ پا ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے "الفضل" اور "ریویو" کی دو تحریریں بھی پیش کی ہیں جن میں "اشد مخالفین" کو سلام کہنا ناجائز بتایا گیا ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ "اشد" اسم تفضیل کا صیغہ ہے جس کے معنے زیادہ سخت اور زیادہ معاند ہونے کے ہیں۔ اور خاکسار آپ کو اس کا مصداق نہیں سمجھتا تھا۔ اور نہ ہی یہ ضروری ہوتا ہے کہ جو شخص ایک وقت میں اللہ تعالیٰ کے کسی مامور کا اشد مخالف ہو وہ دوسرے وقت میں بھی اشد مخالف ہی رہے۔ بسا اوقات اس کا رنگ بدل بھی جاتا ہے۔ اب جبکہ آپ نے تحریر مذکورہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "بدترین دشمن" ہونے کے اقرار پر اصرار کیا ہے۔ اور السلام علیکم کے مسنون دعائیہ جملہ پر اعتراض کیا ہے تو آپ اطمینان رکھیں، آئندہ آپ کو "السلام علیکم" کے مسنون دعائیہ جملہ سے مخاطب نہیں کروں گا۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے مرسلین و مامورین کے "بدترین دشمن" تکذیب و مخالفت کے لئے ہمیشہ سر نکالا کرتے ہیں لیکن ان کے انجام پر بھی آپ کو نگاہ رکھنا چاہیئے۔ خود آپ کے پیشرو مولوی محمد حسین بٹالوی مولوی ثناء اللہ امرتسری مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولوی ظفر علی صاحب ایڈیٹر زمیندار وغیرہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "بدترین دشمن" تھے۔ ان سب کے انجام پر بھی آپ کو نگاہ رکھنا چاہیئے۔

۳۔ آپ "ریویو" اور "الفضل" کی جو دو تحریریں پیش کی ہیں انہیں قادیانی شریعت کا حکم قرار دیا ہے تو اس بارہ میں آپ سے متعدد سوالات جنم لیتے ہیں۔

ا۔ روئے زمین پر کوئی ایسی شریعت موجود نہیں ہے جس کا نام "قادیانی شریعت" ہو۔

ب۔ "قادیانی" سے مراد اگر آپ کی جماعت احمدیہ سے ہے تو آپ نے صریحاً قرآن کریم کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں ولا تنابزوا بالالقاب کا حکم موجود ہے یعنی ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد نہ کیا کرو۔ اور آپ جانتے ہیں کہ ہماری جماعت کا نام جماعت احمدیہ ہے نہ کہ قادیانی جماعت۔ اور خاکسار کے نام کے ساتھ بھی آپ نے قادیانی کا لفظ عمداً تنابز بالالقاب کے طور پر لکھا ہے۔ اب بتایئے کہ قرآن کریم کی اس مخالفت و عدول حکمی و بغاوت کی وجہ سے آپ دیوبندی، سُنی، حنفی اور بریلوی وغیرہ رہے یا نہیں؟

ج۔ آپ نے الفضل اور ریویو کی تحریرات کو "قادیانی شریعت" قرار دیا ہے۔ اگر اس سے آپ یہ مراد لیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی نئی شریعت کی بنیاد رکھی ہے تو یہ صریح جھوٹ ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھی اسلامی شریعت پر عمل پیرا رہے۔ اور تمام زندگی اسلامی شریعت کی برتری کا ثابت فرماتے رہے۔ اور جماعت کو ہمیشہ اسلامی شریعت پر عمل پیرا ہونے کی پُر زور تلقین فرماتے رہے۔ اور طرفہ یہ کہ "ریویو" اور "الفضل" کی جو تحریریں آپ نے پیش کی ہیں وہ ہرگز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نہیں ہیں۔ اور اگر ہوتیں بھی تو انہیں قادیانی شریعت قرار دینے کی ہرگز کوئی وجہ موجود نہ تھی۔

د۔ اگر "قادیانی شریعت" سے آپ کی یہ مراد ہے کہ جماعت احمدیہ نے بعض فقہی مسائل پیش کئے ہیں تو یہ سلسلہ بہت دور تک پھیلا جائے گا۔ اور آئمہ فقہا یا ان کے جائے پیدائش کے نام پر بہت سی شریعتیں منصہ شہود پر آجائیں گی۔ مثلاً حنفی شریعت کوفی شریعت، شافعی شریعت وغیرہا بلکہ آگے بڑھ کر دیوبندی شریعت، بریلوی شریعت بغدادی اور افغانی شریعت وغیرہ کیونکہ فقہی اختلافات ان سب میں موجود ہیں۔ کیا آپ اپنے پیش کردہ اصول کے مطابق ان تمام شریعتوں کا اعلان کرنے کی جرأت کرتے ہیں؟

ہ۔ آپ کے اعتراضات کا جواب دینے کے بعد اب ہم آپ کے رویہ کا جائزہ لیتے ہیں۔

بتلایئے! جبکہ خاکسار نے آپ کو "السلام علیکم" کے مسنون دعائیہ جملہ سے مخاطب کیا تھا تو آپ نے کس شریعت کی رو سے سلام کا جواب سلام میں دینے سے انکار کر دیا۔ اسلامی شریعت کی بنیاد قرآن کریم ہے۔ اور قرآن کریم میں لکھا ہے کہ

"وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَآ اَوْ رُدُّوْھَا" (النساء)

جس کا ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی یہ کرتے ہیں کہ:۔

"اور جب تم کو کوئی (مشروع طور پر) سلام کرے تو تم اس (سلام) سے اچھے الفاظ میں سلام کرو یا ویسے ہی الفاظ کہہ دو۔"

بتلایئے! کہ قرآن کریم کی اس مخالفت و عدول حکمی و بغاوت کی وجہ سے آپ سُنی، حنفی، دیوبندی، اہل حدیث، شیعہ وغیرہ مسلمانوں کے کسی بھی فرقہ میں رہے یا نہیں؟

یہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

و۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"امید ہے کہ خط و کتابت جاری رکھ کر اس مسئلہ کو صاف کریں گے"

سو واضح ہو کہ مندرجہ بالا سطور میں خاکسار نے اس مسئلہ کو بتوفیق اللہ واضح کر دیا ہے۔ اگر اب بھی آپ کے نزدیک کوئی ابہام باقی رہ گیا ہو تو تحریر فرمادیں انشاء اللہ جواب دیا جائے گا۔ لیکن خط و کتابت کو اس مسئلہ تک محدود کر کے آپ نے درحقیقت راہ فرار نکالی ہے۔ آپ کا فرض تھا کہ آپ نے اختلافی مسائل کو چھیڑا ہی تھا تو اصولی اختلافات پر قلم اٹھاتے۔ تا حق و باطل میں فیصلہ ہو جاتا ورنہ اس قسم کے چھوٹے چھوٹے مسائل تو لا انتہاء ہیں۔ اگر ایک مسئلہ حل کر دیا جائے۔ تو آپ دوسرا پیش کر دیں گے۔ پھر وہ حل ہو جائے گا تو تیسرا پیش کر دیں گے علیٰ ہذا۔ اور حق و باطل میں تا زیست فیصلہ نہ ہو سکے گا۔ لہٰذا آپ اصل اختلافات کو بھی اس مسئلہ کے ساتھ رکھیں اور وہ "اختلاف" وفات و حیات مسیح کا ہے۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

کلکتہ اور اُس کے گردونواح میں تبلیغی و تربیتی سرگرمیاں

از مکرم مولوی شریف احمد امینی صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

چارج نظارت دعوت وتبلیغ کے ارشاد کے ماتحت خاکسار مدراس سے تبدیل ہوکر یکم جولائی ۱۹۶۴ء کو کلکتہ پہنچ گیا مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل سے چارج لے کر ان کی روانگی کے بعد ۱۴ جولائی سے بحیثیت مبلغ انچارج مغربی بنگال و اڑیسہ کام شروع کیا

پنجگانہ نماز باجماعت کلکتہ میں جماعت احمدیہ کی ایک نئی تعمیر شدہ خوبصورت مسجد ہے۔ جس میں نماز پنجگانہ باجماعت کا انتظام ہے۔ خاکسار نے مسجد کی آبادی کے پیش نظر احباب میں یہ تحریک کی۔ کہ فرصت اور موقعہ نکال کر احباب دن میں کوئی ایک نماز مسجد میں آکر ادا کیا کریں۔ تاکہ مسجد جس غرض کے لئے بنائی گئی ہے وہ پوری ہو۔ گو احباب جماعت کی اکثریت مسجد سے کئی کئی میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ تاہم چند نوجوان بالالتزام نماز عشاء مسجد میں باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوسرے بھائیوں کو بھی توفیق دے۔ کہ وہ بھی اس تحریک کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے مسجد کی آبادی کی طرف توجہ دیں۔ اور دن میں کم از کم ایک نماز مسجد میں ادا کیا کریں۔

درس مسجد احمدیہ میں روزانہ بعد نماز فجر تفسیر کبیر اور بعد نماز مغرب ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اتوار کے روز دو جگہ ہفتہ وار درس القرآن کی مجلس ہوتی ہے۔ صبح کے وقت مکرم میاں محمد یٰسین صاحب قائمقام امیر جماعت احمدیہ کلکتہ کے مکان واقعہ چیت پور روڈ میں اور شام کو بعد نماز عصر مسجد احمدیہ میں دونوں درسوں میں احمدی احباب کے علاوہ غیر احمدی دوست بھی شریک ہوتے ہیں اور مسجد احمدیہ کے درس کی مجلس میں مستورات بھی شریک ہوتی ہیں۔

تقسیم لٹریچر احباب جماعت میں تبلیغ احمدیت کا ایک خاص جذبہ اور شوق ہے۔ انفرادی زبانی تبلیغ کے علاوہ لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے اور مختلف دوستوں کے فراہم کردہ پتوں پر بذریعہ بک پوسٹ بھی لٹریچر بھجوایا جاتا ہے

مجلس خدام الاحمدیہ مجلس خدام الاحمدیہ کا کام کچھ عرصہ سے رُکا ہوا تھا۔ اب ایک ماہ سے پھر اُن کی تنظیم میں سرگرمی پیدا ہوئی ہے۔ قائد صاحب خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام مسجد احمدیہ میں وقار عمل منایا گیا۔ پندرہ روزہ تربیتی اجلاس دو منعقد ہو چکے ہیں۔ جن میں خدام نے اردو۔ انگریزی اور بنگالی زبان میں تقاریر کیں۔ اور ان اجلاسوں میں قرآن مجید اور نماز کا ترجمہ بھی سکھایا گیا۔

لجنہ اماء اللہ لجنہ اماء اللہ کا کام کچھ عرصہ سے بند تھا۔ مگر اب قریباً ایک ماہ سے اس تنظیم کا کام بھی از سر نو شروع کیا گیا ہے۔ لجنہ کے حالیہ ایک اجلاس میں چند مزید عہدیداران کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی قرار پایا ہے کہ لجنہ کا ماہانہ اجلاس ہر مہینہ کی پہلی اتوار کو ہوا کرے۔ لجنہ کی ممبرات خطبات جمعہ اور درس القرآن کی مجالس میں بھی شریک ہوتی ہیں۔

بیعت الحمد للہ احباب جماعت کی مشترکہ مساعی اور باہمی تعاون کے نتیجہ میں متفرق طور پر تین ماہ میں ایک درجن افراد بیعت کر کے داخل سلسلہ احمدیہ ہوچکے ہیں۔ جن میں بنگال کے ایک جید اور مشہور عالم مولانا عبد المنان صاحب عبقری ناظم مدرسہ معین العلوم ٹیٹا گڑھ کی بیعت قابل ذکر ہے۔ جنہوں نے ایک اجلاس عام میں اپنی بیعت کا اعلان کرتے ہوئے صداقت احمدیت پر تقریر فرمائی۔

تعمیر مساجد کا پروگرام کلکتہ کے نواح میں موضع بانسترا اور ڈائمنڈ ہاربر میں ہماری جماعت کے افراد ہیں۔ مگر وہاں اپنی مساجد نہیں ہیں۔ اب وہاں مساجد کی تعمیر کا پروگرام زیر غور ہے اس طرح ضلع مرشد آباد میں ایک گاؤں تگرام میں مسجد کی تعمیر کے لئے زمین خرید کر لی گئی ہے۔ جس کی رجسٹری بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کئے جانے کا کام باقی ہے ان مقامات میں مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں چند مخیر احباب نے اعانت کی ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دینی و دنیوی برکات سے نوازے آمین۔ اور جہاں مساجد بن رہی ہیں۔ وہاں ہماری مضبوط جماعتیں قائم ہو جائیں۔ آمین۔

احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری تبلیغی و تربیتی مساعی کو بابرکت کرے۔ اور ان کے نیک نتائج ظاہر ہوں۔ آمین ثم آمین۔

مولوی نور محمد صاحب ٹانڈوی کے خط کا جواب

(بقیہ صفحہ ۷)

آپ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسد عنصری تقریباً دو ہزار سال سے آسمان پر اُسی جسم کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ اور وہی دوبارہ آسمان سے نازل ہو کر امت محمدیہ کی اصلاح کریں گے لیکن اس کے مقابل پر جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اور آنے والا مسیح موعود امت محمدیہ کا ہی ایک فرد ہے اور وہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام ہیں۔ پس اصل اختلافی مسئلہ حیات و وفات مسیح ہے جس کے فیصلہ ہو جانے سے جملہ اختلافی مسائل کا فیصلہ ہو جاتا ہے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسد عنصری آسمان پر زندہ ثابت ہو جائیں تو اس کے بعد کسی قسم کی بحث کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہو جائے تو یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک ناقابل تردید ثبوت ہوگا۔ کیونکہ دیوبندی، بریلوی، حنفی، سُنّی، شیعہ وغیرہا اسلامی فرقے اور متعدد عیسائی فرقے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسد عنصری آسمان پر زندہ مانتے ہیں۔ اور ان کی آمد کی بڑی بے تابی کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔ لہذا جب آپ نے ان تمام فرقوں اور مذاہب کے خلاف کھڑا ہو کر ڈنکے کی چوٹ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کر دیا ہے تو اس کی صداقت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ اور درحقیقت اسی کی پیشگوئی آج سے چودہ سو سال قبل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے "یکسر الصلیب" کے الفاظ میں فرمائی تھی یعنی مسیح موعود صلیبی عقیدہ کو توڑ دے گا۔ فافہم

لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات کے مسئلہ پر خط و کتابت جاری رکھنے سے انشاء اللہ بہت جلد حق و باطل میں فیصلہ ہو جائے گا۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ پھر مسئلہ ختم نبوت پر بھی خط و کتابت ہونا چاہیئے۔ خاکسار اس کے لئے بھی تیار ہے۔ لیکن یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود کی نبوت کے متعلق کوئی اختلاف نہیں ہے۔ آپ بھی جس مسیح موعود کی آمد کے قائل ہیں۔ اس کو نبی ہی تسلیم کرتے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ

من قال بسلب نبوته کفر حقاً

(حجج الکرامہ صفحہ ۴۳۱)

یعنی جو شخص یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول نبی نہ ہوں گے وہ پکا کافر ہے۔

پس مسیح موعود کی نبوت کے متعلق فریقین میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ اختلاف شخصیت کے تعین میں ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کو مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند کی مندرجہ ذیل تحریر بھی زیر نگاہ رکھنا چاہیئے کہ:-

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا"

(تحذیر الناس صفحہ ۲۵)

اس تحریر میں "پیدا ہو" کے الفاظ زیادہ قابل غور ہیں۔ پس مسئلہ وفات و حیات مسیح مسئلہ نبوت کو بھی ساتھ ہی ساتھ حل کر دیتا ہے۔ اور اس طرح یہ مسئلہ فریقین کے مابین ایک بنیادی پتھر کی حیثیت رکھتا ہے۔ ورنہ تکذیب استہزاء اور اعتراضات کا سلسلہ تو لامتناہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی نبی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں رہا۔ یہاں تک کہ سید الانبیاء فخر الاولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر آج بھی بعض بد باطن نازیبا کلمات لکھ دیتے ہیں۔ پس تبادلۂ خیالات جیسا اصولی ہونا چاہیئے اس سلسلہ میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ بذریعہ خط و کتابت تبادلۂ خیالات زیادہ نتیجہ خیز ہوتا ہے۔ کیونکہ اول اس طرح فریقین کے مابین کسی فتنہ و فساد کا خطرہ نہیں ہوتا (موجودہ حالات میں اس کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے) دوم فریقین کی تحریریں ایک دوسرے کے پاس محفوظ بھی ہوتی ہیں۔

پس جبکہ آپ نے خود ہی خط و کتابت جاری رکھنے کی دعوت بھی دی ہے تو اب اگر آپ نے پیچھے قدم ہٹایا تو یہ امر آپ کی شکست فاش پر منتج ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ"

از عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

مظفرپور

نوٹ۔ دو ماہ سے زیادہ عرصہ ہوا جبکہ ٹانڈوی صاحب کو یہ چٹھی بھجوائی گئی تھی۔ اب تک انہوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

اُترپردیش کا تبلیغی و تربیّتی دورہ

راڈھ و کانپور میں تقریبات اور تبلیغی جلسے

از محترم محمد شفیع صاحب کانپوری سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کانپور

راڈھ اور کانپور میں ماہ اکتوبر میں بچیوں کی تقریبات رخصتانہ کے موقع پر محترم حضرت ناظر دعوت و تبلیغ سے درخواست کی گئی کہ وہ اترپردیش کے انچارج مبلغ محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کو یہاں بھجوا دیں تا کہ تبلیغی و تربیتی امور میں ان سے استفادہ کیا جا سکے۔ ناظر صاحب موصوف نے ہماری خواہش کا احترام کرتے ہوئے اس کی اجازت مرحمت فرمائی اور مولانا موصوف سے جماعت راڈھ و کانپور نے بذریعہ خط و کتابت پروگرام طے کیں۔ چنانچہ موصوف پروگرام کے مطابق ۲۰ اکتوبر کی صبح کو کانپور تشریف لائے۔ اسٹیشن پر محترم محمد مجید صاحب سوڈیجہ ایکٹنگ صدر جماعت احمدیہ کانپور اور ان کے بھائی محمد احمد صاحب بعض دیگر دوستوں کے ہمراہ موجود تھے۔ بعد ملاقات مولانا موصوف راڈھ کے لئے روانہ ہو گئے۔ ہمارے ہاں سے راڈھ جانے والی برات بھی لکھنؤ سے کانپور پہنچ چکی تھی۔ وہ بارات بھی اسی ٹرین سے راڈھ کے لئے روانہ ہوئی۔

راڈھ میں خطبہ نکاح

مورخہ ۲۰ اکتوبر کی شام کو تقریب نکاح تھی۔ محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے خطبہ نکاح پڑھا۔ خطبہ نکاح میں جو قریباً سوا گھنٹہ تک جاری رہا۔ مولانا نے ان آیات کی جو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نکاح کے موقع پر تلاوت فرمایا کرتے تھے نہایت ہی دلکش تفسیر بیان فرمائی۔ اور اسی سلسلہ میں نکاح کی غرض و غایت، احکامات نکاح پر مفصل روشنی ڈالتے ہوئے سیدنا رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے صنفِ نازک کو جو بلند مقام عطا فرمایا اس کی وضاحت فرمائی۔ آپ نے دیگر مذاہب کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے بتایا کہ جو مقام عورت کو رسول پاک صلعم نے عطا فرمایا وہ کسی مذہب نے بھی عورت کو نہیں دیا۔ نکاح کے خطبہ میں آپ نے گویا سیرت رسول کو بھی احسن پیرایہ میں بیان فرمایا۔

غیر مسلم حضرات بھی اس تقریب میں آئے ہوئے تھے ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ نے حسب موقع گیتا اور ویدوں کے شلوکوں سے بھی تقریر کو مزین کر کے غیر مسلم حاضرین کی دلچسپی میں اضافہ فرمایا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

پبلک کی سہولت کے لئے لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام تھا اور راڈھ کی ایک خاص آبادی نے اس لیکچر سے استفادہ کیا۔ اور راڈھ کے غیر احمدی و غیر مسلم احباب اس لیکچر سے کافی متاثر تھے۔ اور بعض دوستوں نے اس امر کا اظہار کیا کہ مسنون خطبہ ہی ہے جس سے اسلامی شریعت کے احکامات کا فلسفہ ظاہر ہوتا ہے۔

خطبہ نکاح کے آخر میں جناب مولانا صاحب نے مبشر احمد پسر ارشاد احمد صاحب امروہوی کے نکاح کا نصرت جہاں بیگم بنت اسرار محمد صاحب ساکنہ راڈھ کے ساتھ مبلغ ایک ہزار روپے مہر پر اعلان فرمایا۔

اللہ تعالے سے دعا ہے کہ وہ اس رشتہ کو فریقین کے لئے بابرکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

مورخہ ۲۱ اکتوبر کو صبح کی نماز کے بعد مولانا صاحب نے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات کا درس دیتے ہوئے تقوے کی تفصیل بیان فرمائی۔ اس دن غیر احمدی احباب سے ملاقات کا سلسلہ جاری رہا اور انفرادی رنگ میں تبلیغ ہوتی رہی۔

مورخہ ۲۲ اکتوبر کو راڈھ سے مولانا موصوف کانپور واپس تشریف لائے۔

بنگلور سے کانپور میں بارات کی آمد

محترم محمد مجید صاحب سوڈیجہ قائمقام صدر جماعت احمدیہ کی بچی زرینہ بیگم کے رشتہ کی بات چیت محترم الحاج بی۔ ایم۔ عبدالرحیم صاحب بنگلوری کے صاحبزادے محمد اسد اللہ صاحب سے طے ہو چکی تھی۔ اس لئے مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو بنگلور سے بارات کانپور پہنچی۔ بارات میں محمد اسد اللہ صاحب نوشہ کے ہمراہ ان کے والد محترم الحاج بی۔ ایم۔ عبدالرحیم صاحب بنگلوری۔ ان کے چچا محترم بی۔ ایم۔ بشیر احمد صاحب اور ان کے برادر محمد شفیع احمد صاحب شریک تھے مستورات میں محترمہ بی۔ ایم عبدالرحیم صاحب کی اہلیہ محترمہ۔ ان کی لڑکی اور ان کی دو بہویں (اہلیہ محترمہ محمد شفیع اللہ صاحب و اہلیہ محترمہ فضل اللہ صاحب) بھی بارات میں شامل تھیں۔

جماعت احمدیہ کانپور اور محترم محمد مجید صاحب کے اعزہ اور دوستوں کی طرف سے بارات کا کانپور اسٹیشن پر استقبال کیا گیا۔ اور رنگھیاں بازار میں ان کے قیام کا بندوبست کیا گیا۔

خطبہ نکاح کی تقریب

مورخہ ۲۵ اکتوبر بروز اتوار خطبہ نکاح کے لئے مقرر تھا۔ اس غرض کے لئے نیفٹ شام انٹر کالج میں مردوں کی نشست کا انتظام تھا۔ پروگرام کے مطابق دس بجے کے بعد محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے مسنون آیات کی تلاوت کے ساتھ نکاح کے خطبہ کا آغاز فرمایا۔ اور قریباً ایک گھنٹہ تک مؤثر خطبہ دیا۔ نکاح کے معاملات کے سلسلہ میں سچائی کو اختیار کرنے کے لئے قرآنی ہدایت پر مفصل روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ سچائی سے ہٹ کر جو باتیں ان معاملات کو طے کرنے کے لئے کی جاتی ہیں ان کے کتنے خطرناک نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ صنفِ نازک کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا اس کا بھی تفصیلی تذکرہ کیا۔ خطبہ کیا تھا۔ دراصل سیدنا رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک ٹھوس لیکچر تھا۔ الحاج بی۔ ایم۔ عبدالرحیم صاحب کے کانپور شہر کے ساتھ بڑے کاروباری تعلقات ہیں۔ اس لئے ان کے بعض غیر مسلم دوست بھی اس تقریب میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے ان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مولانا موصوف نے حسب موقع گیتا اور ویدوں کے شلوک پڑھ کر اور ان کا ترجمہ کر کے بھی حاضرین کو محظوظ کیا۔

کانپور میں ہمارے لئے یہ پہلا موقع تھا کہ ایک احمدی مبلغ نے پبلک میں نکاح کا خطبہ پڑھا۔ اور ان نصائح کا مفصل تذکرہ کیا۔ جو اس موقع کے لئے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔ الحمد للہ کہ حاضرین نے اس خطبے کو پسند فرمایا۔ اس خطبے کے آخر میں محترم مولانا صاحب نے محمد اسد اللہ صاحب پسر محترم الحاج بی۔ ایم عبدالرحیم صاحب کے نکاح کا اعلان فرمایا جو محترم محمد مجید صاحب سوڈیجہ کی بیٹی محترمہ زرینہ بیگم کے ساتھ قرار پایا تھا۔ اللہ تعالے سے دعا ہے کہ وہ اس رشتہ کو فریقین کے لئے برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

کانپور میں جلسہ سیرت پاک

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت احمدیہ کانپور نے یہ فیصلہ کیا کہ مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو سیدنا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر جلسہ کیا جائے۔ چنانچہ بذریعہ ہینڈ بل اس جلسے کا اعلان کیا گیا۔ ہینڈ بل شہر کے مختلف حصوں میں لگوا اور رنگھیاں بازار میں خصوصاً تقسیم کیا گیا۔ جلسہ مورخہ ۲۶ اکتوبر کو بعد نماز عشاء زیر صدارت الحاج بی۔ ایم۔ عبدالرحیم صاحب تاجر بنگلور سیرت کا جلسہ ہوا۔ عزیز محمد سعید سلمہ اللہ تعالے نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ محترم انوار محمد صاحب ساکنہ راڈھ نے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کی مشہور نظم جو سیدنا رسول پاک کی شان میں ہے۔ خوش الحانی سے سنائی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق غیروں کے عبارات کیا ہیں پڑھ کر سنائے۔

ازاں بعد محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے سیرت کے موضوع پر دو گھنٹہ تقریر فرمائی جس میں آپ نے سیرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی۔ اور بالخصوص خاتم النبیین کے الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے سیدنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ بلند و ارفع مقام بیان فرمایا۔ آپ نے اس امر کی بھی پرزور تردید کی کہ جماعت احمدیہ اور بانی جماعت احمدیہ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں تسلیم کرتی۔ فاضل مقرر نے حضرت بانی جماعت احمدیہ کی متعدد تحریرات پیش کیں جن سے آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کیا ہے۔ اور پھر یہ بھی بتایا کہ بانی جماعت احمدیہ نے جس رنگ میں آپ کو خاتم النبیین تسلیم کیا ہے وہ اتنا بلند مقام ہے کہ غیر احمدی علماء کے پیش نظر رسول اللہ کو وہ بلند مقام حاصل نہیں ہوتا۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے جو کچھ بھی حاصل کیا۔ وہ سیدنا و مولانا حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا اس لئے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں آپ نے کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ بلکہ حضرت رسول پاک کی شریعت پر عمل پیرا رہنے کے لئے احمدیہ جماعت کو نصیحت کی۔ مولانا کی تقریر کے بعد صدارتی تقریر ہوئی۔

صدارتی تقریر

جس میں صاحب صدر نے دلنشین انداز میں ان غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جو غیر احمدیوں کی طرف سے احمدیہ جماعت کے بارہ میں بیان کی جاتی ہیں۔ آپ نے بتایا کہ خدا تعالے کے فضل سے ہم اسلام کے سب ارکان پر عمل کرتے ہیں۔ کلمہ شریف سے حج بیت اللہ تک جملہ ارکان کو بجا لانا اپنے لئے ضروری قرار دیتے ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں صاحب صدر نے ۱۹۶۰ء میں خود اپنے حج کا مختصر تذکرہ کیا۔ اور ساتھ ہی بتایا کہ ہم لوگ اسلام کی اشاعت کے لئے تن من اور دھن سے کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود یہ غیر احمدی بھائی ہمارے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ دوست علماء کے غلط پروپیگنڈا سے متاثر ہیں۔ انہوں نے ہمارے قریب آکر ہمارے عقیدہ کو نہیں دیکھا۔ گروہ

ایسا کرتے تو وہ خود دیکھ لیتے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم مسلمان ہیں اور اسلام کی اشاعت کا اہم فریضہ ساری دُنیا میں ادا کر رہے ہیں۔ غیر ممالک میں سینکڑوں مساجد جماعت احمدیہ نے تعمیر کرائی ہیں تبلیغی ادارے قائم کئے ہیں۔ مدرسوں کا قیام کیا ہے۔ قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں ترجمے کروا کر دنیا کی ہر قوم کے سامنے اسلام کو اُس کی زبان میں پیش کر رہے ہیں۔ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپے اپنی جیب سے بڑھ کر اس کام کے لئے صرف کر رہے ہیں۔

بالآخر دعا پر جلسہ برخواست ہؤا۔

سیہور ضلع فرخ آباد کو تبلیغی وفد کی روانگی

حضرت ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے محترم مولانا بشیر احمد صاحب کو ہدایت تھی کہ وہ موقع نکال کر سیہور جائیں۔ کیونکہ وہاں کے بعض دوستوں کی یہ خواہش تھی کہ جماعت کے مبلغ وہاں رہیں سیہور سے مکرم سیف خاں صاحب بھی کانپور تقریب میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ اور ان کے ساتھ یہ طے پایا تھا کہ سلسلہ کا تبلیغی وفد مورخہ ۲۶/۲۷ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو سیہور پہنچے گا۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق ایک تبلیغی وفد جس میں حسب ذیل افراد شامل تھے سیہور روانہ ہؤا۔

۱۔ محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل
۲۔ محمد مجیب صاحب سوہیجہ قائمقام صدر جماعت احمدیہ کانپور
۳۔ محترم محمد رشید صاحب سوہیجہ
۴۔ محترم محمد سعید صاحب سوہیجہ

یہ وفد تقریباً گیارہ بجے سیہور پہنچا۔ وفد کے قیام و طعام کے انتظام محترم سیف خاں صاحب نے کیا۔ انہی کے دولت کدہ پر بہاں کے احباب جمع رہے۔ اور وہاں تبادلہ خیالات جاری رہا۔ رات کو بعد نماز عشاء سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم پر جلسہ کا انتظام کیا گیا۔

یہ جلسہ رات کے بارہ بجے تک جاری رہا جس میں مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے سیدنا رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقریر فرمائی اور حضور کی سیرت سے متعلق بعض واقعات بیان کرتے ہوئے حضور کی تعلیم کو بیان فرمایا۔

آپ نے بتایا کہ اس وقت دنیا امن و سلامتی کی متلاشی ہے لیکن حقیقی امن سیدنا رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنے میں ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں رسول اللہ کی تعلیم کو وضاحت سے بیان کرتے ہوئے بتایا کہ رسول کریم نے توحید کے قیام کے لئے جو جدوجہد کی وہ امن و سلامتی کے قیام کے لئے کی تھی۔ اور آپ نے یہ بھی تعلیم دی کہ دیگر اقوام کے بزرگوں کی عزت کرنا ضروری ہے تاکہ ہم ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر امن و سلامتی کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔

افسوس ہے کہ تقریر کے آخر میں بعض مخالفین نے بلاوجہ مخالفت کی۔ تاہم بحمد للہ کہ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہؤا۔ اور اگلے روز یہ وفد بخیر و خوبی واپس روانہ ہؤا۔

خاکسار
محمد شفیع سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ
کانپور

"ایک اہم مسئلہ"

احباب جماعتہائے ہندوستان توجہ فرمائیں

موجودہ دور میں رشتہ و ناطہ کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جو بظاہر ناقابل حل نظر آتا ہے۔ بادی النظر میں اس مشکل کے پیدا ہونے کی سب سے اہم وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ آبادی کی افزائش صنفی لحاظ سے غیر متوازن ہے۔ مگر مجموعی طور پر جب اعداد و شمار پر نظر ڈالی جاتی ہے تو یہ تفاوت نظر نہیں آتا۔ تاہم ہماری ہندوستان کی جماعتوں میں یہ تفاوت موجود ہے اور اس نے ایک مستقل مسئلہ کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اور یہ صورت حال متعلقہ احباب جماعت کے لئے نہایت پریشان کن ہے۔ اس سے احباب جماعت میں اضطراب و بے چینی ہے۔ بلکہ ہمارے معاشرہ کے پاکیزہ رجحانات و خیالات میں بھی کمی آ رہی ہے۔ جو ہر اعتبار سے ہماری جماعت کے لئے ضرر رساں ہے۔ لہٰذا ہمیں اس کے تدارک کی ہر ممکن کوشش کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہماری جماعت کی دیرینہ انفرادیت و امتیازات کو ٹھیس نہ پہنچے۔ درحقیقت اگر ہم اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور و فکر کریں تو اس کا حل تلاش کرنا کچھ ایسا دشوار بھی نہیں ہے۔ یہ درست ہے کہ صنفی تفاوت جماعت میں پایا جاتا ہے۔ لیکن صرف ایک یہی وجہ اس مسئلہ کی پیچیدگی کا موجب نہیں ہے۔ بلکہ بعض احباب جماعت کے کچھ مفروضہ "معیار" بھی ہیں جو اس مشکل کو آسان نہیں ہونے دیتے۔ کیونکہ وہ اپنے قائم کردہ معیار میں ذرہ بھر بھی تبدیلی گوارا نہیں کرتے۔ لہٰذا ہر ان معیاروں میں دو معیار خصوصی حیثیت رکھتے ہیں یعنی اوّل "ذاتیات" اور دوم "تعلیم"۔ جب کبھی رشتہ و ناطہ کا معاملہ جانبین کے سامنے آتا ہے تو عموماً ان دو معیاروں کو پیش نظر رکھ کر ہی اس مسئلہ کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اکثر و بیشتر فریقین کے کوائف میں مماثلت و مطابقت نہ ہونے کے باعث مفاہمت و مصالحت نہیں ہوتی اور یہ سلسلہ شرمندۂ تکمیل نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہر دو فریقین میں سے کسی نہ کسی کو تو مذکورہ بالا حیثیتوں کی فوقیت و برتری حاصل ہوتی ہی ہے۔ اس لئے وہ اس کے سہارے پر کسی خوش آئند گھڑی کا منتظر رہتا ہے۔ مگر جب ایک محدود معاشرہ کا ہر فرد اس نقطہ نظر کو ملحوظ رکھے تو ظاہر ہے کہ یہ رد حالات کو اُلجھانے کی ہی موجب ہوگی۔ لہٰذا احباب اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے خیالات و تصورات میں حسب حالات لچک پیدا کریں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ معیار اپنی افادیت و اہمیت کے لحاظ سے کسی حد تک قابل غور ہیں۔ مگر ہمیں ایک دینی جماعت کے افراد ہونے کی حیثیت سے اس معیار کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قائم کردہ ہے۔ اور موجودہ حالات اس امر کے متقاضی ہیں کہ اس کو ترجیح دی جائے۔ یعنی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔

امید ہے کہ جب احباب اس معیار کو اپنائیں گے تو نہ صرف اُن کا یہ اقدام خیر و برکت کا موجب ہوگا بلکہ ان کے مسائل کا بھی کسی قدر حل ثابت ہوں گے: اور ان کے ... کی تعداد میں ایسے وجود وں کا اضافہ ہوگا جو صحیح معنوں میں جماعت احمدیہ کے فرد کہلانے کے مستحق ہوں گے۔

لہٰذا متعلقہ احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس جانب خصوصی توجہ منعطف فرمائیں اور اپنے رشتہ و ناطہ کے مسائل کو جلد از جلد حل کرنے کی سعی فرمائیں۔ تاکہ صدر انجمن احمدیہ کے وہ صیغہ جات جن پر اس سلسلہ میں کسی قدر ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس ہیجان و انتشار سے سبکدوش ہو سکیں۔

امید ہے کہ احباب اس جانب خاطر خواہ توجہ منعطف فرمائیں گے۔

منجانب:۔
ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان

درخواستہائے دُعا

۱۔ خاکسار کی اہلیہ صاحبہ کو کچھ عرصہ سے ہائی بلڈ پریشر اور ذیابیطس کی تکلیف ہے۔ اور کمزوری کی وجہ سے دورے پڑتے ہیں۔ صحابہ و بزرگان اور احباب جماعت کی خدمت میں ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے

خاکسار سردار بشیر احمد
ایگزیکٹو انجینیر حافظ آباد

۲۔ خاکسار کے تین پوتے آجکل ٹاٹا نگر جمشید پور کے سکول میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور اُن کا سالانہ امتحان عنقریب ہونے والا ہے۔ خصوصاً بڑا پوتا عزیز میاں اُنیس احمد کے "Pre matric" سالانہ آخری امتحان میں شریک ہونے والا ہے۔ احباب جماعت اور خصوصاً اصحاب حضرت مسیح موعود اور درویشان قادیان سے ملتجی ہوں کہ میرے تینوں پوتوں کی امتحان میں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار سید حسام الدین احمد (کٹکی)
امیر جماعت احمدیہ سونگڑہ
ضلع کٹک۔ اڑلیسہ

اِعلانِ نکاح و رخصتانہ

برادرم مکرم محمد مجیب صاحب سوہیجہ سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ کانپور کی صاحبزادی عزیزہ زرینہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ کا نکاح مبلغ دو ہزار ایک سو روپے مہر پر عزیزم محمد اسد اللہ صاحب پسر محترم الحاج بی۔ ایم عبد الرحیم صاحب بنگلوری کے ہمراہ محترم مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل انچارج مبلغ دہلی و یوپی نے مورخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۶۹ء کو کانپور میں پڑھا۔ اور اسی دن تقریب رخصتانہ بھی عمل میں آئی۔

احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب بنادے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار محمد احمد سوہیجہ سیکرٹری مال کھنیاں بازار۔ کانپور

تحریکِ چندہ خاص

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے عرض ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے موجودہ مالی سال کے چھ ماہ گذر چکے ہیں اور موجودہ بجٹ میں باوجود سلسلہ کے نہایت ضروری اخراجات میں کمی کرنے کے بجٹ اخراجات کے مقابل پر بجٹ آمد میں خاصی کمی رہ گئی تھی جسے پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی اجازت اور منظوری کے بعد تمام احباب جماعت میں چندہ خاص کی تحریک کی گئی اور اس سلسلہ میں اخبار بدر میں عمومی اعلانات کے علاوہ سائیکلوسٹائل چٹھیوں کے ذریعہ بھی سیکرٹریانِ مال کو توجہ دلائی گئی تھی مگر اس مد میں اب تک جو وعدہ جات اور رقوم آئی ہیں اس کی رفتار کو دیکھتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اکثر عہدیداران کرام اور احبابِ جماعت نے اس ضروری تحریک کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔ ورنہ تحریک ہذا میں کمی وعدہ جات اور وصولی کی موجودہ صورت کبھی پیدا نہ ہوتی۔

یاد رہے کہ جس حسن ظنی اور اعتماد سے سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے امسال چندہ خاص کی معمولی بوجھ کی ذمہ داری کو جماعتہائے احمدیہ بھارت پر ڈالنے کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ اس کے پیشِ نظر یہ ضروری ہے کہ جملہ احباب اخلاص کا اعلےٰ نمونہ دکھاتے ہوئے پوری بشاشت قلبی سے اس وقتی اور معمولی بوجھ کو کما حقہٗ برداشت کرکے حضور کے اس اعتماد کو پورا فرمائیں گے۔ اور اپنی ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ بطور چندہ خاص ادا کرکے عند اللہ ماجور ہوں گے تا خسارہ بجٹ کی رقم مبلغ پچیس ہزار روپیہ کی کمی کو پورا کیا جاسکے۔

لہٰذا جملہ عہدیداران مال کی خدمت میں دوبارہ یہ درخواست ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کا کماحقہٗ احساس کرتے ہوئے اولین فرصت میں مجوزہ شرح کے مطابق جملہ ممبرین جماعت کے وعدہ جات مرکز میں بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کا حافظ و ناصر ہو اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔ ۱۹۶۶ء

خاکسار ناظر بیت المال قادیان

درخواستہائے دعا

(۱) میرا لڑکا ناصر احمد میٹرک کا امتحان دے چکا ہے جس کی کامیابی کے لئے درویشان قادیان اور سارے احمدی بھائیوں کی خدمت میں دعاؤں کی درخواست کرتی ہوں۔ نورجہان بیگم اہلیہ محمد عبدالکریم صاحب نور (ویلو درگ) میسور اسٹیٹ۔

۲۔ خاکسار مالی مشکلات سے پریشان حال ہے روزگاری کے لئے درویشان قادیان صحابہ کرام، احمدی بھائیوں کی خدمت میں دعاؤں کی درخواست کرتا ہوں۔ محمد اسمٰعیل ناگمنڈم

سیکرٹریانِ امورِ عامہ توجہ فرمائیں

گذشتہ دنوں تمام سیکرٹریان امور عامہ یا صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں چار قسم کے فارم بذریعہ بک پوسٹ بھجواتے ہوئے علیحدہ تفصیلی چٹھیاں بھی بھجوائی جاچکی ہیں۔ اور اخبار بدر میں متعدد بار اعلانات بھی کروائے جاچکے ہیں کہ

(۱) صرف ایسے قابل شادی اناث و ذکور کے کوائف مرکز میں بھجوائے جائیں جن کی شادیاں اپنے رشتہ داروں میں یا مقامی طور پر اور ارد گرد کے قریبی علاقہ میں بھی طے پانی مشکل ہوں۔

(۲) تمام افراد جماعت و شیر خوار بچوں تک کی مردم شماری بمطابق ارسال کردہ فارم مرتب کرکے بھجوائی جائے۔ اور ارد گرد کے ایسے احمدی بھی شامل کر لئے جائیں جو ملازمت یا کاروبار کی سلسلہ میں مقیم ہوں اور وہ کسی جماعت کے باقاعدہ فرد نہ بن سکتے ہوں

(۳) ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ ماہانہ رپورٹ کارگذاری بھجوانے کا تسلی بخش انتظام کیا جاوے۔ تاکہ مرکز کو مقامی جماعت کے پیش آمدہ حالات کا علم ہوتا رہے۔

مگر افسوس ہے کہ ابھی تک بہت کم جماعتوں نے ان اعلانات پر توجہ کرکے فارم مکمل کرکے بھجوائے ہیں۔ اور معتد بہ حصہ ایسا ہی ہے جن کی طرف سے ابھی تک فارموں کی رسیدگی تک کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ لہٰذا ان ذمہ دار عہدہ داران کو بھی توجہ دلائی جاتی ہے کہ

(۱) قابل شادی افراد کے کوائف ہر جماعت کی طرف سے جلد از جلد مرکز میں پہنچ جانے ضروری ہیں کیونکہ بعض جماعتوں میں لڑکوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اور بعض جگہوں پر لڑکیوں کی زیادتی ہے اور عدم علم کی بنا پر دونوں جگہوں کے لئے رشتہ طے کرنے کرانے کے معاملات سخت پریشان کن بن رہے ہیں۔ اور ان کا حل اسی طرح ممکن ہے کہ مرکز میں ہر جگہ کے قابل شادی افراد (اناث و ذکور) کے کوائف پہنچ جائیں تاکہ مرکز بھی رشتہ ناطہ کی مشکلات حل کرنے کی سعی کرسکے۔

(۲) اسی طرح احباب جماعت کی گنتی کے بغیر مردم شماری نہیں ہوسکتی جس کا تعلق مفاد سلسلہ سے ہے۔ اس لئے جس قدر ممکن ہو۔ فارم مردم شماری بھی مکمل کرکے بھجوائے جانے ازبس ضروری ہیں۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ دوبارہ توجہ دلائی جاتی ہے کہ جن جماعتوں کو فارم ابھی تک نہیں پہنچ سکے وہ اطلاع دیں۔ تاکہ دوبارہ بھجوا دیئے جائیں اور جن کو پہنچ چکے ہیں۔ وہ سستی سے کام نہ لیں اور فارم جلد از جلد پُر کرکے واپس ارسال کرکے ممنون فرمائیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

ٹائپسٹ کی ضرورت

نظارت امور عامہ قادیان میں ایک کوالیفائڈ ٹائپسٹ کی ضرورت ہے جس کی کم از کم ۴۵ الفاظ فی منٹ رفتار ہونی ضروری ہے۔ اور انگریزی زبان میں عمدہ ڈرافٹنگ۔ اور دفتر کا ریکارڈ رکھنے کا تجربہ ہونا چاہیئے۔ اردو زبان سے واقفیت یعنی پڑھنا اور چٹھیاں لکھنے کا ملکہ ہونا بھی ضروری ہے۔ تنخواہ حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ دی جائے گی۔ ہندوستان کی جماعتوں میں سے اگر کوئی دوست یہ خصوصیات اور کوالیفیکیشن اپنے اندر رکھتے ہوں تو وہ اپنی درخواست معہ نقول سرٹیفکیٹس مقامی امیر یا صدر جماعت احمدیہ کی سفارش کے ساتھ نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔ عمر ۴۵ سال سے زائد نہیں ہونی چاہیئے۔ اور جب تک مرکز کی طرف سے باقاعدہ منظوری نہ آجائے کوئی دوست قادیان آنے کی تکلیف نہ فرماویں۔

ناظر امور عامہ قادیان

۲۔ ویلودرگ (میسور اسٹیٹ)

۳۔ خاکسار کافی عرصہ سے مرض دمہ سے بیمار چلا آرہا ہے کامل صحتیابی کے لئے سارے احمدی احباب کی خدمت میں دعاؤں کی درخواست کرتا ہوں۔ محمد محبوب ولیفیا مدرس (ویلودرگ) میسور اسٹیٹ

۴۔ خاکسار آجکل سخت بیمار ہے گھبراہٹ کے دورے بڑھ گئے ہیں۔ سانس لینا بھی دشوار ہے۔ نیند آنے کی بجائے بےچینی بڑھ جاتی ہے۔ بزرگان سلسلہ احباب جماعت اور درویشان قادیان کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ میاں فضل الٰہی خادم مسجد گوجرانوالہ

خبریں

نئی دہلی ۹ نومبر۔ وزارت خارجہ کے ترجمان نے بتایا ہے کہ بھارت اتحادی سبھا کی جنرل اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں تبت کو ایجنڈا میں شامل کرنے کے حق میں ووٹ دے گا۔ ترجمان نے کہا ہے کہ بھارت نے ہمیشہ انسانی حقوق کی حفاظت کی ہے۔ جہاں تک تبت کا تعلق ہے۔ ہم انسانی حقوق اور بنیادی آزادی کی حمایت کریں گے۔

ٹوکیو ۹ نومبر۔ جاپان کی برسر اقتدار لبرل ڈیموکریٹک پارٹی نے مسٹر ایساکو ساٹو کو مسٹر اکیڈا کی جگہ نیا لیڈر منتخب کر لیا گیا ہے مسٹر اکیڈا بیماری کی وجہ سے وزیر اعظم کے عہدہ سے ریٹائر ہو رہے ہیں۔ پارٹی کی پارلیمنٹ میٹنگ ہوئی۔ جس میں مسٹر اکیڈا کی چٹھی پڑھ کر سنائی گئی۔ کہ آپ مسٹر ساٹو کو اپنی جگہ جاپان کا نیا وزیر اعظم چاہتے ہیں۔ اس کے بعد سب ممبروں نے مسٹر ساٹو کو نیا لیڈر چن لیا۔ اب ساٹو پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤسوں کو الگ الگ خطاب کرنے والے تھے جس کے بعد پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں آپ کو وزیر اعظم منتخب کر لیا جائے گا۔
بعد کی اطلاع ہے کہ مسٹر ساٹو کو جاپانی پارلیمنٹ نے ایک خاص اجلاس میں نیا وزیر اعظم منتخب کر لیا ہے۔ آپ کل اپنی کیبنٹ کا اعلان کر دیں گے۔ آپ مغرب نواز سمجھے جاتے ہیں۔

چنڈی گڑھ ۹ نومبر۔ پنجاب سرکار نے متوفی سرکاری ملازموں کے لواحقین کی امداد کے لئے ایک فیملی پنشن سکیم مرتب کی ہے۔ اس کے مطابق ۸۰۰ روپے اور اس سے زیادہ تنخواہ پانے والے کرمچاریوں کی موت کے بعد ان کے لواحقین کو ۱۲ فی صدی پنشن ملا کرے گی۔ تاہم پنشن کی رقم ۱۵۰ روپے سے زیادہ نہیں ہو گی۔ ۲۰۰ روپے سے ۸۰۰ روپے کی تنخواہ پانے والوں کے لواحقین کو تنخواہ کا پندرہ فی صدی حصہ بطور پنشن ملے گا۔ ان کی پنشن کی زیادہ سے زیادہ رقم ۹۶ اور کم سے کم ۶۰ روپے ہو گی۔ ۲۰۰ روپے سے کم تنخواہ پانے والے ملازم ۳۰ فی صدی پنشن کے مستحق ہوں گے۔ کم سے کم پنشن ۲۵ روپے ہو گی۔ سکیم گزشتہ جولائی سے نافذ کی جائے گی۔ اور اس کا اطلاق ان تمام قابل پنشن ملازموں پر ہو گا۔ جو یکم جولائی ۱۹۶۴ء کو ملازم تھے یا بعد میں بھرتی ہوں گے۔ یہ سکیم ان ذمروں کے مستقل ملازموں کے علاوہ عارضی ملازموں پر بھی لاگو کی جائے گی۔ اگر ملازمت کے دوران ہی موت واقع ہو گی۔ تو فیملی پنشن سکیم کی ادائیگی اس صورت میں ہو گی۔ جبکہ ملازمت کے پانچ سال مکمل ہو چکے ہوں گے۔

قادیان آنے جانے والی ریلوں اور بسوں کے اوقات

بیرونجات سے آنے والے دوستوں کی سہولت کے لئے ذیل میں قادیان آنے والی ریلوں اور بسوں کے (موسم سرما میں) اوقات درج کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح یہاں سے روانہ ہونے والی ریلوں اور بسوں کے اوقات بھی دکھائے گئے ہیں۔ بٹالہ قادیان کے درمیان ریلوے لائن کے علاوہ ایک عرصہ سے پختہ سڑک بھی بن چکی ہے۔ اس پر متعدد بسیں بھی روزانہ چلتی ہیں اور اب تو خدا کے فضل سے آمد و رفت کی کافی سہولتیں پیدا ہو چکی ہیں۔

(الف) ریلوے ٹائم ٹیبل

قادیان آنے والی گاڑیوں کے اوقات				قادیان سے روانہ ہونے والی گاڑیوں کے اوقات		
نمبر شمار	امرتسر سے روانگی کا وقت	بٹالہ سے روانگی کا وقت	قادیان پہنچنے کا وقت	نمبر شمار	قادیان سے روانگی کا وقت	بٹالہ پہنچنے کا وقت
۱	پینٹ گھنٹے	8 - 10	8 ، 30	۱	8 ، 30	9 - 05
۲	-	9 ، 45	10 ، 20	۲	11 ، 20	براستہ بٹالہ امرتسر جاتی ہے
۳	15 ، 05	16 : 35	17 ، 10	۳	17 ، 56	18 ، 30
۴	-	19 ، 20	19 ، 55	۴	20 ، 20	براستہ بٹالہ امرتسر جاتی ہے

(ب) قادیان آنے جانے والی بسوں کے اوقات

قادیان پہنچنے والی بسیں					قادیان سے روانہ ہونے والی بسیں		
نمبر شمار	مقام روانگی	وقت روانگی	وقت روانگی از بٹالہ	قادیان پہنچنے کا وقت	نمبر شمار	وقت روانگی	روانگی برائے
۱	بٹالہ	-	9 ، 00	9 ، 30	۱	7 - 30	جالندھر براستہ بٹالہ
۲	جالندھر	7 ، 50	10 ، 00	10 ، 30	۲	8 ، 15	امرتسر "
۳	امرتسر	9 ، 30	11 ، 00	11 ، 30	۳	8 ، 20	بٹالہ
۴	بٹالہ	-	11 ، 45	12 ، 15	۴	9 ، 00	امرتسر براستہ بٹالہ
۵	امرتسر	11 ، 30	12 ، 15	12 ، 45	۵	11 ، 00	بٹالہ
۶	جالندھر	10 ، 30	13 ، 15	13 45	۶	11 ، 40	امرتسر براستہ بٹالہ
۷	امرتسر	13 ، 00	14 ، 15	14 ، 45	۷	12 ، 55	جالندھر "
۸	بٹالہ		15 ، 00	15 ، 30	۸	13 ، 05	بٹالہ
۹	امرتسر	14 ، 30	15 ، 45	16 ، 15	۹	13 ، 50	امرتسر براستہ بٹالہ
۱۰	جالندھر	13 ، 50	16 ، 30	17 ، 00	۱۰	14 ، 45	جالندھر " "
۱۱	امرتسر	15 ، 50	17 ، 15	17 ، 45	۱۱	15 ، 40	امرتسر " "
۱۲	جالندھر	15 ، 55	18 ، 00	18 ، 30	۱۲	16 ، 35	" " "
۱۳	امرتسر	17 ، 20	18 ، 45	19 ، 15	۱۳	17 ، 45	جالندھر " "

مرتبہ چوہدری بدرالدین صاحب عامل درویش قادیان

اعلانِ نکاح

آج مورخہ ۱۰/ نومبر بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ نے مکرم حافظ عبدالعزیز صاحب درویش خادم مسجد اقصیٰ کا اعلانِ نکاح مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ بنت مخدوم حسین صاحب آف ملکانا بعوض ... حق مہر فرمایا۔ احباب اس رشتہ کے جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(ایڈیٹر)

قبر کے عذاب سے
بچو!
کارڈ آنے پر
مُفت
ملنے کا پتہ
عبداللہ الہ دین سکندرآباد